ترتیب

صوفی تاج دین پاک رحمانی نوشاہی قادری

علی ہجویری پبلشرز

اندرون اکبری گیٹ H/811 اے لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر ———— علی عمران چودھری

پرنٹر ———— گنج شکر

کتابت ———— محمد اکرم کیلانی

طباعت ———— ۱۹۹۳ء

قیمت ———— ۲۰/ روپے

حضرت سلطان باہوؒ متوفی ۱۶۹۱ء

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ قدس سرہٗ برصغیر کے قابلِ ذکر اور ممتاز صوفیاء میں سے ایک ہیں۔ آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاجی سے آزاد ہے۔ آپ کا کلام لافانی مضامین میں شامل ہوتا ہے۔ آج بھی آپ کے کلام کو اسی ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے جیسے ماضی میں ہمارے بزرگ، اور قصبوں میں اکٹھے ہو کر پڑھا کرتے تھے آپ کے کلام میں رہنمائی بھی موجود ہے اور زمانہ شناسی کے راز میں مخفی ہیں۔ آج کی نئی نسل جب آپ کے کلام کو سنتی ہے تو آسان پنجابی میں انہیں لازوال کائناتی اسراروں کی تحقیقیں ان پر منکشف ہوتی ہیں۔ پنجابی زبان ہماری ثقافت کا وہ حصہ ہے جسے ہم شاید کبھی بھی فراموش نہ کر پائیں گے۔ ہمارے یہی بزرگانِ دین اس زبان کے ستون ہیں۔ جب ستون اس قدر قومی اور مضبوط ہوں تو وہ ان کی بنیادیں کس قدر زمین ذہنی ہوئی ہوں گی۔ معاشرہ ان ستونوں کو مسمار کرنا چاہے تو بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہماری عقیدت اور اپنے بزرگانِ دین سے گراں قدر محبت ہماری سوچوں کے دھارے بدل دیتی ہے آج بھی اکثر مقامات پر محفلیں سجتی ہیں۔ مجالس کا اہتمام ہوتا ہے۔ یہاں پر صوفیانہ شاعری اپنے سامعین کو مسحور کر دیتی ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ اعوان قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے آباؤاجداد کا تعلق علاقہ سون سیکسر ضلع سرگودھا سے تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت شور کوٹ ضلع جھنگ کے قریب قلعہ قہرگان کے گاؤں میں ہوئی۔ "مناقبِ سلطانی" سے ہمیں معلوم ہوتا ہے آپ نے مغلیہ خاندان کے بادشاہ شاہجہان کے عہد میں ۱۰۳۹ھ بمطابق ۱۶۳۱ء میں اس دنیا میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد ماجد حضرت سلطان بایزیدؒ محمد حافظ قرآن، متشرع، فقیہہ اور کامل بزرگ تھے۔ مسائل فقہ پر انہیں کامل دسترس حاصل تھی۔ غالباً اسی بنا پر آپ مغلوں کے منصب دار تھے۔ آپ کا قبیلہ اعوان ہرات کے راستے حجاز مقدس سے کالا باغ اور سون سیکسر میں آکر آباد ہوا

ہوا تھا۔ مغلیہ بادشاہت کی جانب سے آپ کو شور کوٹ ضلع جھنگ کا پرگنہ جو نہ صوبہ ملتان میں واقع تھا۔ انہیں بطور جاگیر ملا تھا۔ حضرت سلطان باہو کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا۔ آپ کے ایک شعر سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی نیک فطرت اور صالح خاتون تھیں۔

رحمتِ حق بر روان راستی
راستی باد راستی آراستی

آپ نسب کے لحاظ سے ہاشمی علوی تھے۔ اور آپ کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے والد حضرت سلطان بایزید محمدؒ تو آپ کے بچپن میں ہی وصال فرما گئے تھے۔ لہٰذا آپ کی تربیت آپ کی والدہ ماجدہ نے کی۔ والدہ نے ہی انہیں راست روی سکھائی۔ اور انہی کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے شور کوٹ کے جنوب میں گڑھ بغداد میں ایک بزرگ حبیب اللہ قادری کے پاس روحانی تربیت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے حجرہ شاہ مقیم کے حضرت عبدالقادر اور صوفی عبدالرحمٰن دہلوی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ حضرت حبیب اللہ قادری نے آپ کو تارک الدنیا ہونے کی تلقین بھی کی۔ اور ان کی رہنمائی کے باعث آپ صوفی عبدالرحمٰن دہلوی کے پاس پہنچے۔ جو کہ دہلی میں اورنگزیب عالمگیر کے منصب دار تھے۔

آپ بہت سے اور بزرگوں کے پاس بھی اسی غرض کے لیے آتے جاتے رہے۔ ملتان میں حضرت بہاء الحق کے مزار پر چلہ کشی بھی کی۔ یوں تو آپ کی ظاہری تعلیم بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ مگر آپ کی تصنیفات سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ عربی اور فارسی میں آپ قابل قدر استعداد رکھتے تھے۔ علم باطنی نے البتہ علوم کے دروازے آپ پر کھول دیئے تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ :-

"این فقیر را علم ظاہری چنداں نبود اما از واردات و فتوحات علم باطنی چنداں علام کشادہ کہ برائے اظہار آں دفترہا باید۔ امابزرگان مائل ودل فرمودہ اندر گرچہ نیست مارا علم ظاہر زعلم باطنی جان گشتہ ظاہر"۔

آپ کی چار بیویاں تھیں۔ جن میں سے ایک ہندو عورت تھی۔ جس نے اسلام قبول کر لیا تھا آپ کے آٹھ بیٹے تھے۔ آپ اکثر و بیشتر اپنا حال چھپانے کے لیے سیر و سیاحت پر نکل جاتے شکل و صورت اور لباس بالکل درویشانہ ہوتا۔ خود شکنی کے لیے گداگری بھی کرتے فرماتے ہیں۔

ے نفس را رسوا من از گدا   ہر درے قدمے زنم بہر خدا

کبھی کبھی آپ کھیتی باڑی بھی کیا کرتے تھے۔ بیل خرید کر کاشت کرتے اور فصل ابھی کچی ہوتی کہ بیلوں کو کھلا دیتے۔ اور خود تنہا یا کسی اور درویش کے ہمراہ کسی سفر پہ نکل جاتے اور نا معلوم مقامات پر استغراق کے عالم میں بیٹھے رہتے۔ بتیس سال آپ اپنے مطلوب کو ڈھونڈتے رہے اور جب مل گیا آپ طالب بنا۔ طالب بیا پکارتے رہے لیکن کوئی اولعزم طالب آپ کو نہ ملا۔ ترک بدرجۂ کمال تھا۔ آپ فرماتے تھے" دین اور دنیا کا یکجا رہنا ناممکن ہے۔ آپ شرع کی پابندی کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ آپ کا طریقہ محو اور شریعت کا تھا۔

ے ہر مراتب از شریعت یافتم   پیشوائے خود شریعت ساختم

ایک مرتبہ ماہ رمضان تھا اور آپ کلر کہار ضلع جہلم کی ایک غار میں استغراق کی حالت میں رہے روزے قضا ہو گئے۔ مگر بعد میں حتیٰ کہ نماز تراویح بھی کی قضا ادا کی۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا نام باہُو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حسب ارشاد آپ کی ولادت باسعادت پہ رکھا گیا تھا۔ آپ اس نام پہ بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ کہ آپ کا نام میں "ہُو،، آتا ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ پہ خدا کی رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام "باہو،، رکھا جو ایک نقطے سے "یاہُو،، ہو جاتا ہے۔ شیر خوراگی کے زمانے میں آپ نے رمضان المبارک میں روزے کی ساعتوں میں بھی دودھ نہیں پیا۔ گویا آپ نے شیر خوارگی میں بھی روزے کی ادائیگی شروع کی۔ آپ نے لاہور کے قیام کے دوران کئی اولیائے اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور کئی مزارات پہ حاضری دی۔ اور ان سے فیوض و برکات حاصل فرمائی۔ آپ نے لاہور میں شاہ شاہ جمال متوفی رح ۱۶۵۰ء حضرت سید جان محمد رح حضوری قادری متوفی ۱۶۵۴ء حضرت شاہ چراغ قادری ۱۶۵۷ء حضرت شاہ گدا قادری رح شطاری متوفی ۱۶۶۰ء حضرت شیخ عارف چشتی رح متوفی ۱۶۵۴ء حضرت شاہ برہان بخاری سہروردی رح متوفی ۱۶۵۰ء حضرت شاہ کمال سہروردی رح متوفی ۱۶۹۴ء حضرت شیخ حاجی متوفی ۱۶۴۱ء حضرت شاہ ابوالخیر بغدادی رح متوفی ۱۷۱۹ء سے ملاقات کی۔ آپ نے رسول اکرم صلعم سے بھی روحانی فیض حاصل فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

دست بیعت کرد ما را مصطفےٰ[۱۴]   دید خود خوانداست ما را مجتبےٰ[۱۴]

سند اجازت باہو را راز مصطفیٰؐ — خلق را تلقین کن بہر از خدا
نفس را تحقیق کردم از خدا — بر حقیقت یافتم از مصطفیٰؐ

قیام دہلی کے دوران آپ شہر کی گلیوں اور بازاروں میں سیر کرتے تھے۔ اور جس پر اپنی نگاہ کرم ڈالتے اس کو تھوڑی ہی دیر بھی خدا رسیدہ بنا دیتے۔ جب آپ کا لوگوں نے یہ فیض عام دیکھا۔ تو دہلی میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ کسی نے آپ کے پیر و مرشد سے بھی اس کا ذکر کر دیا۔ انہوں نے آپ کو طلب کیا اور فرمایا "ہم نے تمہیں نعمت خاص سے نوازا اور تم نے اس خاص نعمت کو عام کر دیا"۔ جواب میں آپ نے عرض کیا "حضرت نے جس نعمت خاص سے مجھے شرف فرمایا۔ اس کی آزمائش تھی کہ اس فقیر کو کس قدر نعمت گراں مایہ حاصل ہوتی ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے"۔ چنانچہ آپ دہلی سے شور کوٹ تشریف لے آئے۔

آپ کی تصنیفات

ان کی تعداد ایک سو چالیس بیان کی جاتی ہے۔ فقیر نور محمد کلاچوی (م - ۱۹۶۰ء) لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے ان میں سے چھوٹی بڑی چالیس قلمی کتابیں اکٹھی کی تھیں۔ یہ تمام عربی فارسی میں ہیں۔ اور فقر و تصوف سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کی زبان سلیس اور سادہ ہے ایک ایک نقطہ میں مصنف کی روح کا جوش تیقّن موجود ہے۔ آپ کے ایک دیوان کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

پنجابی ابیات

عربی فارسی کی محولہ بالا تصنیفات کے علاوہ آپ کے پنجابی زبان میں ابیات بھی ملتے ہیں جو سی حرفی کی صورت میں ہیں۔ ہر حرف کے تحت بندوں کی تعداد برابر نہیں۔ بعض حروف ایک بند پر ختم ہو جاتے ہیں۔ بعض کے متعدد بند ہیں اور بعض بالکل ترک کر دیئے گئے ہیں ہر بند کے چار مصرعے ہیں مگر حرف "ج" کا ایک بند پانچ مصرعے رکھتا ہے۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی طے شدہ اسکیم کے مطابق شاعری کی غرض سے یہ ابیات نہیں لکھے گئے بلکہ وقتاً فوقتاً اپنے تاثرات اور کیفیات بیان کرنے کے لیے کہے گئے تھے۔ ان میں ابتدائی زمانہ کے ابیات

بھی ہیں ۔ جب آپ تلاشِ حق میں سرگرداں تھے ۔ اور زمانۂ وصول کے بھی ۔ بعض بند الحاقی بھی ہیں ۔ انوار سلطانی میں فقیر نور محمد کلاچوی نے ہر قسم کے کل ۱۴ بند دیئے ہیں ۔ مگر مقبول الٰہی نے ۱۸۶ بند درج کئے ہیں اور دوسری طرف ان کا انگریزی نظم میں عمدہ ترجمہ بھی دیا ہے ۔

ابیات بلحاظِ زبان و اسلوب

ابیات میں ضلع جھنگ کی پنجابی زبان استعمال ہوئی ہے ۔ عربی فارسی کے الفاظ بعض بندوں میں پچاس فیصد تک پہنچ جاتے ہیں ۔ بعض مقامات پر سلطان صاحب نے علمی اصلاحات بھی مشکل ہو جاتے ہیں ۔ مگر بہت سے بند ایسی سادہ اور ٹھیٹھ پنجابی زبان میں لکھے گئے ہیں کہ ان پڑھ پنجابی عوام بھی بآسانی سمجھ سکتے ہیں ۔ مثلاً :-

دودھ تے دہی ہر کوئی رڑکے عاشق بھا رڑکیندے
تن چٹورا من مندھانی آہیں نال ہلیندے
دکھاں دا نیترا کڈھے لسکارے غماں دا پانی پیندے
نام فقیر تنہاں دا باہوؒ جہڑے ہڈاں توں مکھن کڈھیندے

اس بند میں جو تصویر کاری کی گئی ہے وہ بالکل دیہاتی زندگی سے تعلق رکھتی ہے ۔ الفاظ بھی دیہاتیوں کے اپنے ہیں ۔ اس طرح کے بند کافی تعداد میں ہیں ۔ اور جلد از بر ہو جاتے ہیں ان میں تشبیہات اور استعارات بھی دیہات سے متعلق ہیں لیکن بعض اوقات ان خصوصیات کے ساتھ جب جذبے کی گرمی اور فکر کی گہرائی شامل ہو جاتی ہے تو بند بڑا بلند ہو جاتا ہے اور اسے بلاشبہ عالمی ادب کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے ۔ مثلاً :-

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانڑے
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ملاں مہانڑے
چوداں طبق دلے دے اندر جتھے عشق تنبو وچ تانڑے
فاضل سٹ فضیلت بیٹھے جداں دل لگا ٹھکانڑے

لیکن سلطان صاحب ذاتِ مطلق کے پرستار ہیں جہاں اضافات ختم ہو جاتے ہیں ۔ زمان و مکان ، موت و حیات اور کفر و اسلام کا قصہ باقی نہیں رہتا ۔ عبد بھی معبود کے ساتھ

مطلقیت میں شامل ہو جاتا ہے۔ سلطان صاحب کے فکر و فقر کی اس حیثیت کا اثر ان کے اسلوب پر بھی پڑا ہے۔ وہ سب اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اور علمی رنگ غالب رہتا ہے۔ تو ان کے اسلوب میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ بند پڑھیے!

موتوا، والی موت نہ ملسی جیں وچ عشق حیاتی
موت وصال تھیوسی حکو جدا اسم پڑھیوسی ذاتی
عین دے وچوں عین تھیوسی دور ہوئے قربانی
ہُو ذکر ہمیش سڑیندڑا باہُو دیہاں سکھ نہ راتی

اس کے باوجود اپنی فکر کو اس سطح پر رکھ کر جب سلطان صاحب معنوی باتیں استعارے کے ذریعے بیان کرتے ہیں، تجسیم سے کام لے کر فکر کو مرئی رنگ دے دیتے ہیں اور عوامی شعور کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔ اس وقت ان کی شاعری فنی لحاظ سے اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ اس کے لیے ان کے ابیات کا پہلا بند۔

(الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ملاحظہ ہو۔

اس کا ایک ایک لفظ سارے بند کی تشکیل میں مصروف نظر آتا ہے۔

اسی طرح لا مکاں، اپنی ذات اور دنیا کے تعلق کا ڈرامائی تاثر کے ساتھ بیان ذیل کے بند میں قابل دید ہے۔

عشق چلایا طرف آسماناں عرش فرش ٹکایا
روی دنیا ٹھگ نہیں سانوں ساڈا اگے جی گھبرایا
اسیں پردیسی ساڈا وطن دوراڈا ایویں کوڑا لالچ لایا
مرگئے جو مرنے تھیں پہلے تناں ہی رب نوں پایا

اسلوب کے اعتبار سے آپ کے ابیات میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے آج آپ کے ہر مصرعے کے اختتام پر لوگوں نے لفظ ہو بڑھا دیا ہے، حالانکہ آپ نے اس ردیف کے بغیر شعر کہے تھے۔ اس کی وجہ سے ترنم بے شک مسحور کن ہو جاتا ہے۔ اور جذبہ اور وارفتگی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جس صورت میں سلطان صاحب نے یہ بند کہے تھے۔ وہ زیادہ بلیغ ہے توجہ معانی کی طرف زیادہ رہتی ہے اور ہم مخرج حروف کا صوتی تاثر بھی زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے

آپ کے فقر کی خصوصیات

آپ علم کے بغیر فقیری کو ضرر رساں سمجھتے تھے۔ ان کے خیال میں اس طرح سینکڑوں سال بھی عبادت کی جائے۔ غفلت دور نہیں ہوتی۔ اور انسان اللہ سے بیگانہ رہتا ہے۔ الٹا کفر میں مبتلا رہنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اس علم کو بھی آپ بے کار قرار دیتے ہیں جس کا نتیجہ محبت الٰہی نہ ہو۔ عشق کے بغیر نہ علم کا فائدہ ہوتا ہے اور نہ عبادت کا نفع۔ آپ کے فقر کو قوت اور حرکتِ عشق سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے آپ کے فقر میں جوش اور حرکت ہے۔ عشق کے ساتھ آپ ذکر اور فکر کو ضروری تصور فرماتے ہیں۔ ذکر جذبے میں پختگی پیدا کرتا ہے۔ اور ایسی بصیرت عطا کرتا ہے جو ہر ذہنی الجھن کو دور کرتی ہوئی آگے نکل جاتی ہے۔

ذکر کنوں کر فکر ہمیشہ اے نفظ لکھا تواہ کنوں
کڈھن آہیں تے جان جلاون فکر کرن اسرار کنوں
فکر دا پھٹیا کوئی نہ جیوے جاں پٹے تڈھ پار کنوں
حق دا کلمہ آکھیا باھو جند رکھے نہ فکر دی مار کنوں

فکری طور پر جو دشمن شکست کھاتا ہے کبھی جانبر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے سوز عشق کے ساتھ فکر ضروری ہے۔ اس طرح جان بآسانی فدا کرکے انسان اپنا مقصد حاصل کرلیتا ہے۔ غور فرمائیے سلطان صاحب کا یہ انداز کتنا فلسفیانہ ہے اسی لیے آپ کا فقر ابن العربی کے فقر سے مشابہت رکھتا ہے۔ ابن العربی (م ۱۲۴۰ء) اور عبدالکریم الجیلی (م ۱۴۲۸ء) کے مردِ کامل کی طرح کمال فقر حاصل کرنے کے بعد آپ فلسفۂ اطلاق کا مظہر بن جاتے ہیں۔ آپ کی زبان سے سنیئے۔

ھو دا جامہ پہن کریندے اسم کماون ذاتی
نہ اُتھ کفر اسلام دی منزل نہ اوتھ موت حیاتی

شاہ رگ تھیں نزدیک لدھو سے پاول اندر جھاتی
اساں اونہاں وچ اوہ اساں وچ دور رہے قربانی

آپ ذاتِ مطلق میں اس طرح شامل ہو جاتے ہیں کہ مقرب فرشتے بھی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ آپ اس فقر کو حاصل کرنے کے لئے مرشدِ کامل سے توسل اور استفادہ ضروری سمجھتے ہیں لیکن ایک بات بڑی تعجب انگیز ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ راہ فقر پر چلانے سے پہلے مرشدِ کامل اپنے روحانی تصوف سے مسترشد کو احتیاج سے ضرور بے نیاز کر دے۔ آپ فرماتے ہیں کہ طالب کے دل میں ہر وقت اللہ کا تصور رہے جو خداوند تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ کلمہ طیبہ زبان سے نہیں بلکہ دل سے پڑھا جائے اور اپنے باطن کی طرف ہر لحظ نگاہ رہے۔ فقر کی اولین منزل اس وقت شروع ہو گی جب روحانی طور پر بارگاہِ نبوی میں حاضری نصیب ہو گی۔ پھر راہ ہموار ہے۔ باہمت انسان ذات یزنگ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے لیکن اس غرض کے لیے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہنا پڑے گا اور اپنا حقیقی راز چھپا کر رکھنا ہو گا۔ آپ نے خود ہمیشہ اسی طرح کیا ایک بار جمعہ کے روز آپ جامع مسجد دہلی میں تھے۔ لوگوں کی قلبی کیفیات میں ہیجان سا پیدا ہو گیا۔ اورنگ زیب عالمگیر بھی موجود تھا۔ اس کی اپنی کیفیت یہی تھی۔ تلاش شروع ہوئی۔ آپ کملی پہنے ہوئے تھے۔ لوگ آپ کو لے گئے شہنشاہ نے بیعت کے لئے عرض کی۔ آپ نے علاحدگی میں فرمایا۔ فیض چاہتے ہو تو خاموش رہو۔

اگرچہ آپ نے اپنے متصوفانہ خیالات کا اظہار وضاحت سے اپنی باقی تصنیفات مثلاً "رسالہ روحی"، "نور الہدیٰ"، "اسرار لوحی" وغیرہ میں کیا ہے لیکن جیسا کہ سطورِ بالا سے ظاہر ہے پنجابی زبان پر آپ کا یہ احسان ہے کہ اپنے ابیات میں اعلیٰ درجے کے افکارِ تصوف بڑے حسن کے ساتھ بیان کر کے آپ نے ہر ایک کو بتا دیا کہ یہ زبان بلند و باریک افکار کو بدرجۂ اولیٰ ادا کر سکتی ہے۔

حضرت سلطان باہو اور شاہ حسین

دونوں قادری بزرگ تھے مگر دونوں کے جذبۂ فکر اور اسلوب میں بڑا فرق ہے اور اس فرق میں دونوں کے نسلی تفاوت کا بڑا اثر نظر آتا ہے۔ شاہ حسین بہت منکسر المزاج تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کے آباؤ اجداد کو ہندو معاشرے میں جو چھوٹا مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے عاجزی اور مسکینی ان کی فطرت کا جزو بن گئی تھی۔ شاہ حسین کو یہ صفات ورثے میں ملیں۔ اپنے اس عجز و نیاز کو جس خلوص اور وارفتگی اور جس اندازِ سپردگی کے ساتھ وہ اپنے سائول یعنی محبوبِ حقیقی کی درگاہ میں پیش کرتے ہیں اس کی مثالیں بہت کم ملیں گی، اور اسی بنا پر ادبی دنیا میں ان کی کافیوں کا مقام بڑا بلند ہے۔ لیکن حضرت سلطان باہو اعوان قوم کے فرزند تھے۔ جو قوم کے اپنے بہادرانہ کارناموں کی وجہ سے شہرت رکھتی ہے حضرت سلطان صاحب اسی جوش و ہمت کا اظہار عشقِ الٰہی میں بھی کرتے ہیں اور بڑے پرجوش جذبات کے ساتھ اپنی کیفیات اور اپنے خیالات کو بیان کرتے ہیں ان کے زیادہ پُر آرزو ہوتے ہیں بھی یہی نسلی فرق کارفرما نظر آتا ہے۔ شاہ حسین اس بات پر خوش ہیں کہ ان کا رابطہ ذاتِ الٰہی سے استوار ہو گیا اس کے سرور سے سرشار ہو کر وہ ہر شے سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ مزید فکر انہیں غیر ضروری نظر آتا ہے لیکن حضرت سلطان صاحب کا دل پُر آرزو نبی اکرمؐ اہلبیت

کرام اور حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی (م۔ ۱۱۶۶ء) سے روحانی طور پر پوری طرح مستفیض ہو کر جب تک ذاتِ حقہ کے ساتھ "من تو شدم تو من شدی" والا غیر معمولی رابطہ قائم نہیں کر لیتا مطمئن نہیں ہوتا اور پھر ان کا غور و فکر برابر جاری رہتا ہے۔ عرفان کامل ان کا منتہائے مقصود ہے۔

طبائع کا یہی فرق شاہ حسین کی کافیوں اور حضرت سلطان صاحب کے ابیات میں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ سلطان صاحب کی بلند پروازی اگرچہ عوام کو متاثر اور مسحور کرتی ہے مگر دراصل وہ خواص کو مخاطب کرتے ہیں اور شاہ حسین کی مخاطبت تو کلیتہً عوام سے ہے۔ اس لئے ان کی کافیاں عوامی شاعری کا سرمایہ ہیں اور اگرچہ کافیوں میں علامتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے مگر عوام کے لیے ان کا سمجھنا دشوار نہیں۔

کرامات

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور حاضرین کے قلوب کی طرف توجہ فرمائی، تو سب لوگ جو وہاں حاضر تھے۔ اپنے اندر ایک ہیجانی کیفیت محسوس کرنے لگے۔ اس وقت مسجد میں شہنشاہ اورنگ زیب بھی موجود تھا۔ اس نے بھی التماس فیض کیا۔ اور آپ نے اسے توجہ سے نوازا۔ بعد میں جب اس نے تلقین و ارشاد کی درخواست کی۔ تو آپ نے "رسالہ" "اورنگ زیب" اسی کے لیے تصنیف فرمایا۔ بادشاہ آپ سے ہمکلام بھی ہوا۔ ایک جگہ یہ بھی لکھا۔ کہ حضرت سید عبدالرحمن رحؒ دہلوی شہزادہ دارا شکوہ قادری کے سمدھی تھے۔ جو آپ کے پیر و مرشد تھے۔

"مناقب سلطانی" میں لکھا ہے کہ اوائل عمر میں آپ کی نظر جس ہندو پر پڑ جاتی تھی۔ وہ آپ کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی مشرف بہ اسلام ہو جاتا تھا۔ ہندوؤں نے اس کا آپ کے والد ماجد سے احتجاج کیا۔ تو آپ نے بچوں کے باہر نکلنے کا وقت مقرر کر دیا۔ تاکہ ہندو اس وقت راہ سے الگ رہ سکیں۔ ایک دوسری جگہ یہ تحریر ہے کہ

جب دایہ آپ کو سیر و تفریح کے لیے گھر سے باہر لے جاتی۔ تو آپ کے نورانی چہرہ پر جس ہندو کی نظر پڑ جاتی۔ وہ مسلمان ہو جاتا۔

ایک بار کا ذکر ہے کہ سنیاسیوں کا ایک گروہ آپ سے ملاقی ہوا۔ اور بحث مباحثہ ہوا۔ بعد وہ سب کے سب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے اور ان کا شمار بزرگانِ دین میں ہونے لگا۔

ایک دفعہ آپ کھیت میں ہل چلا رہے تھے۔ کہ ایک حاجت مند آپ کی خدمت میں کشائش رزق کے لیے حاضر ہوا۔ اس وقت آپ پر جذب و کیف کی کیفیت طاری تھی۔ اس کی درخواست پر آپ نے کھیت سے ایک ڈھیلا اٹھا کر پھینکا، تو اس کے گرد مٹی کے سارے ڈھیلے سونے کے بن گئے۔ آپ نے اسے ارشاد فرمایا۔ کہ اپنی حاجت کے مطابق یہاں سے سونا اٹھا لو۔

دورانِ سیر و سیاحت آپ نے ایک گاؤں میں قیام فرمایا۔ جہاں ایک بزرگ حضرت شیر شاہ رح رہتے تھے۔ چنانچہ آپ قصبہ سے باہر مراقبہ میں بیٹھ گئے اس وقت حضرت شیر شاہ رح کے درویش وہاں لکڑیاں وغیرہ لینے کے آ گئے۔ ان میں سے ایک آپ کے قریب پہنچا۔ تو اس کا قلب جاری ہو گیا۔ اور اس کے رونگٹے رونگٹے سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگی۔ دوسرے کی بھی یہی حالت ہوئی۔ تیسرا بھاگم بھاگ اپنے مرشد کے پاس پہنچا۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ حضرت شیر شاہ رح اپنے دیگر درویشوں کے ہمراہ آپ کے پاس پہنچے، تو دیکھا کہ آپ ایک ٹیلہ پر بیٹھے ہیں۔ اور ذکر حق میں مشغول ہیں۔ حضرت شیر شاہ رح نے فرمایا کہ میں حضرت رسول مقبول ﷺ کی کچہری میں جاتا ہوں۔ مگر میں نے وہاں آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ آج رات دربار نبوی ﷺ میں پہنچ کر تمام بات آپ پر آشکارا ہو جائے گی۔ چنانچہ رات کو جب حضرت شیر شاہ رح دربار نبوی ﷺ میں پہنچے، تو حضرت سلطان باہو رح کو تلاش کیا مگر وہ کہیں نظر نہ آئے۔ اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک شیر خوار بچہ رسول کریم ﷺ کی آستین مبارک سے نکل کر آپ کی گود میں کھیلنے لگا۔ اور آنحضرت ﷺ نے اسے بچے کی طرح پیار

فرمایا۔ پھر وہ بچہ باری باری خلفائے راشدین، اصحاب کبار، حضرت حسنین کریمین، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دیگر حاضرین انبیاء مرسلین اور اولیائے کاملین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی گود میں کھیلتا رہا۔ اور بعد ازاں وہ نوری حضوری بچہ حضرت بشیر شاہؒ کی داڑھی سے کھیلنے لگا۔ اور کھیلتے ہوئے ان کی داڑھی کے دو بال نکال لیے۔ جس سے حضرت بشیر شاہؒ نے درد محسوس کیا، مگر پاس ادب سے نہ بول سکے۔ اور پھر وہ نوری حضوری بچہ تمام حاضرین بزم نبویؐ کی گود میں کھیلتے کھیلتے حضرت رسول اکرمؐ کی گود میں آکر آپ کی آستین میں گھس کر غائب ہو گیا۔

اگلے دن علی الصبح حضرت بشیر شاہؒ اس ٹیلے پر پہنچے۔ اور آتے ہی غضب ناک لہجے میں کہا کہ رات کو آپ کو دربار نبویؐ میں نہیں دیکھا۔ اس پر آپ نے اس کی داڑھی کے دونوں بال ان کو تھما دیئے۔ وہ ان بالوں کو دیکھ کر معذرت خواہ ہوئے۔ اور پھر وہ ایک دوسرے کے ہمراز و ہم جلیس بن گئے۔

ایک دفعہ آپ اطراف ڈیرہ غازی خان میں سفر کر رہے تھے کہ قصبہ چھری پہنچے یہ قصبہ حضرت پیر عادل غیاث الدینؒ تیغ سراں کے مقبرہ کے متصل ہے۔ اور ایک عورت کے مہمان ہوئے۔ اس کی لڑکی پنگھوڑے میں تھی۔ یک دم رونے لگی۔ اس عورت کے کہنے پر آپ نے پنگھوڑے ہلا دیا۔ چنانچہ اس لڑکی کا قلب جاری ہو گیا۔ اور بعد ازاں وہ ولیہ کاملہ بنی۔ یہ لڑکی فاطمہ قوم بلوچ مستوئی سے تھی۔ اس کا مزار قصبہ فتح خاں اور قلعہ گرٹاٹنگ کے قریب ہے۔

حضرت شیخ جنیدؒ قریشی کے فرزند شیخ کالو شاہؒ آپ کے مرید تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنے مرشد سے ملنے شور کوٹ پہنچے۔ اور حضرت کے مکان پر تشریف لے گئے، تو ہُو کے ذکر کی آواز سُنی۔ مگر جب حجرہ دیکھا، تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ حضرت شیخ کالو کئی مرتبہ حجرہ کے اندر اور باہر آئے گئے۔ مگر کوئی نظر نہ آیا۔ اسی دوران حضرت سلطان باہوؒ نے حجاب کا پردہ اٹھا دیا اور مرید کو شرف ملاقات سے سرفراز فرمایا۔ حضرت شیخ جنیدؒ قریشی اور حضرت کالو شاہؒ کے مزارات موضع سردارپور

میں مرجع خلائق ہیں۔
ایک دفعہ آپ نے ایک لکڑ ہارے کی طرف توجہ سے دیکھا، تو اسے اعلیٰ روحانی مقام پر پہنچا دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے اسے فنا فی اللہ کا مرتبہ نصیب ہو گیا۔
اور آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے۔ کہ آپ کے خلفاء نے آپ کے زیرِ تربیت رہ کر وہ فیوض و برکات حاصل کئے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور انہوں نے دور دراز مقامات تک آپ کی تعلیمات و ارشادات کو پہنچایا۔ اور ایک ایسی مثال سوسائٹی تشکیل کی جس کا نظریہ فقر تھا۔
اپنی تصنیفات میں حضرت سلطان العارفین رح نے ان بزرگان کرام کے حوالے قلمبند کئے ہیں۔
قرآن پاک۔ احادیث کے علاوہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رح حضرت ابو سعید ابوالخیر رح، حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رح، حضرت ابو سعید خرزی رح، حضرت مولانا جلال الدین رومی رح۔ حضرت شمس تبریزی رح۔ حضرت فریدالدین عطار رح۔ حضرت شیخ سعدی رح شیرازی۔ حافظ شیرازی رح۔ حضرت بہاؤالدین زکریا رح زکریا ملتانی۔ حضرت شاہ رکن عالم رح۔ حضرت نظام الدین اولیاء رح نظامی گنجوی رح۔ حضرت بایزید بسطامی رح۔ حضرت رابعہ بصری رح۔ حضرت شفیق بلخی رح۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح۔ حضرت ابوبکر رح واسطی۔ حضرت سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں رح۔ جہاں گشت شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری رح۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض۔ حضرت خواجہ حسن بصری رح۔ حضرت جنید بغدادی رح۔ صائب تبریزی۔ خاقانی۔ مرغوب تبریزی وغیرہما۔

ان کی تفصیل اس طرح ہے :۔

(١) ابیات سلطان باہو : اس کی اشاعت کا نہایت اعلیٰ انداز میں حضرت پروفیسر سلطان الطاف علی ایم۔ اے۔ پرنسپل گورنمنٹ کالج کوئٹہ نے کر دیا ہے۔

(۲) امیر الکونین : اس کتاب میں آپ نے اپنے متعلق کئی ایک تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔

(۳) اسرار قادری : اس کتاب میں اسم اللہ کے تصور کی تاثیر اور فقیر کامل کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

(۴) توفیقِ ہدایت : اس میں مرشد اور ذکر کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

(۵) اورنگ شاہی :۔ یہ کتاب آپ نے اورنگ زیب عالمگیر کے لیے لکھی تھی۔ جن ایام میں آپ دہلی گئے ہوئے تھے۔ اس میں "حضرت اورنگ زیب عادل بادشاہ" کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔

(۶) جامع الاسرار : اس کتاب میں ترکِ دنیا کے متعلق نہایت تفصیل سے آگاہ کیا گیا ہے۔

(۷) تیغِ برہنہ : یہ کتاب نفس موذی کے قتل کرنے والی تلوار کی مانند ہے۔

(۸) دیوانِ فارسی : اس میں آپ کا فارسی کلام ہے۔

(۹) رسالہ روحی : یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ اس میں ارواح کے متعلق اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔

(۱۰) عین الفقر :۔ اس میں طالبانِ خدا اور درویشانِ فنا فی اللہ کے احوال و مقامات موجود ہیں۔

(۱۱) شمس العارفین : یہ آپ کی مختلف تصنیفات کے اقتباسات کا مجموعہ ہے۔

(۱۲) عقل بیدار : اس کتاب میں عملی سلوک کے لیے نقش اور دائرے نقل کر کے ہر ایک کے اثرات و نتائج کے بارے میں تفصیل دی گئی ہے۔

(۱۳) قربِ دیدار : اس کتاب میں طالب اور مُرشد کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

(۱۴) کلید جنت : کتاب کے آٹھ باب ہیں۔ اس میں ذکر و تصور اسمِ ذات کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۵) گنج الاسرار : اس رسالہ میں حضرت غوث الاعظمؒ اور ان کے طریقہ کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

(۱۶) محبتّ الاسرار : اس کتاب میں فقر و درویشی کے متعلق اشارات و اسرار بیان کیے ہیں۔

(۱۷) مجالستہ النبیؐ : فنا فی اللہ۔ فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ کی تشریح میں ہے۔

(۱۸) کلمۃ التوحید (کلاں) اس میں ذکر الہٰی اور تصور اسم اللہ ذات کی مشق کا بیان درج ہے۔

(۱۹) کلمۃ التوحید (خورد) اس میں سلوک کے مختلف نکات طالبانِ حق کی رہنمائی کے لیے بیان کیے گئے ہیں :۔

(۲۰) محکم الفقرا : طالب کے لیے علم قرآن و حدیث ضروری ہے۔ اس کی تشریح ہے۔

(۲۱) مہک الفقراء (خورد) یہ رسالہ آپ کی تعلیمات کی تلخیص ہے۔ اس کا پیر غلام دستگیر نامیؒ نے اردو ترجمہ کیا تھا۔

(۲۲) مہک الفقراء :۔ (خورد) یہ رسالہ آپ کی تعلیمات کی تلخیص ہے۔ اس کا پیر غلام غلام دستگیر نامیؒ نے اردو ترجمہ کیا تھا۔

(۲۳) مفتاح العارفین : مُرشد کی خصوصیات کے بارے میں تفصیل دی گئی ہے۔

(۲۴) نور الہدیٰ (کلاں) یہ کتاب حضرت صاحب کی تعلیمات کی بعض جزئیات

کو سمجھنے کے لیے مفید ہے۔

(۲۵) نور الہدیٰ (خورد) اس میں مرشد اور مرید کے خصائص بیان کئے گئے ہیں۔

(۲۶) فضل اللقا: یہ رسالہ بادشاہ اسلام محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے لیے تحریر کیا گیا۔

(۲۷) طرفۃ العین:

(۲۸) کلید التوحید:

نایاب کتب میں مجموع الفضل تلمیذ الرحمٰن۔ قطب الاقطاب۔ شمس العاشقین عین السخا اور دیوان باہُو کبیر وصغیر شامل ہیں۔

اولاد

صاجزادگان میں حضرت سلطان نور محمدؒ۔ حضرت سلطان ولی محمدؒ۔ حضرت سلطان لطیف محمدؒ۔ حضرت سلطان صالح محمدؒ۔ حضرت سلطان اسحٰق محمدؒ۔ حضرت سلطان فتح محمدؒ۔ حضرت سلطان شریف احمدؒ اور حضرت سلطان حیات محمدؒ تھے۔ حضرت سلطان حیات محمدؒ بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔

سرورِ دو عالم کی زیارت

سن رشد کو پہنچنے کے بعد ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ چہارم نے آپ کو ایک دن سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار میں پیش کیا۔ "عین الفقر" میں لکھا ہے کہ ختمی مرتبت تاجدار مدینہ حضرت محمد الرسول ﷺ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ آپ اس کا ذکر خود اس طرح فرماتے ہیں کہ دربارِ نبوی ﷺ سے مجھے وہ درجات اور مقامات بلند ملے۔ جو بیان سے باہر ہیں۔ پھر قطبِ ربّانی

شیرِ یزدانی محبوب سبحانی غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد فرمایا۔

وصال

آپ کا وصال یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ مطابق ۲ مارچ ۱۶۹۱ء بروز جمعرات عہد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر میں ہوا۔ آپ نے ترسیٹھ سال کی عمر پائی۔ اور شور کوٹ میں دفن ہوئے۔ ایک بار مزار پر انوار کو دریا کی طغیانی کا خطرہ ہوا۔ تو اس جگہ سے جسدِ اقدس نکال کر موجودہ جگہ پر مزار بنایا گیا۔ جو آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ خود فرماتے ہیں :۔

ؔ نام فقیر تنہاں دا باہوؒ قبر جنہاں دی جیوے ہُو

وفات کے بعد آپ کو قلعہ قہرگان کے اندر دفن کیا گیا۔ مگر جب ۱۷۶۶ء میں جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ جو بھنگی مل کے سردار تھے۔ نے شور کوٹ پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ اور وہاں کے لوگ ادھر اُدھر پناہ حاصل کرنے لگے۔ تو وہ آپ کی نظر کرم سے جلد واپس چلے گئے۔ پھر ۱۷۷۵ء میں جب دریائے چناب نے اپنا رُخ تبدیل کیا اور قریب تھا۔ کہ مزار پرُانوار دریا برد ہو جائے۔ تو مریدین باصفا نے آپ کے تابوت کو وہاں سے نکالا۔ اور موجودہ جگہ دفن کر دیا۔ جو کہ تھانہ گڑھ مہاراجہ سے دو میل کے فاصلے پر جانبِ جنوب مغرب واقع ہے۔ لکھا ہے کہ جب آپ کا تابوت قبر سے نکالا گیا۔ تو جسم اطہر صحیح اور سالم تھا۔ جس کو بے شمار لوگوں نے دیکھا اور حیران ہوئے۔

سِلسلہ عالیہ قادریہ سروریہ سُلطانیہ

علامہ ضیاء القادری رح

جل جلالہٗ
خدائے ذوالمنن صدقہ تیری ہر شان رحمت کا
صلی اللہ علیہ وسلم
تصدق مصطفےٰ ختم رُسُل سُلطان اُمت کا

عطا کر ملت اسلام کو فتح مبین یارب
رضی اللہ عنہ
وسیلہ مرتضیٰ مشکل کشا شاہِ ولایت کا

رضی اللہ عنہ، رضی اللہ عنہ، رضی اللہ عنہ
پئے خواجہ حسن بہر حبیب واز پئے داؤد
سبق مومن کو دے اسلام کی سچی محبت کا

رضی اللہ عنہ، رضی اللہ عنہ
پئے معروف کرخی و پئے خواجہ سری سقطی
رضی اللہ عنہ
عطا کر عشق مسلم کو جنید پاک طینت کا

رضی اللہ عنہ، رضی اللہ عنہ، رضی اللہ عنہ
پئے شبلی و عبدالواحد بہر ابو یوسف
رضی اللہ عنہ
دکھا جلوہ جمالِ ابوالحسن کی حسن صورت کا

رحمۃ اللہ علیہ
بحق بوسعید با سعادت خالق عالم
رحمۃ اللہ علیہ
ہمیں جذبہ عطا کر غوثِ اعظم کی عقیدت کا

رحمۃ اللہ علیہ، رحمۃ اللہ علیہ، رحمۃ اللہ علیہ
بحق عبدالرزاق عبدجبار و رخ یحییٰ
رحمۃ اللہ علیہ
بحق نجم الدین کر بول بالا نجم قسمت کا

رحمۃ اللہ علیہ، رحمۃ اللہ علیہ
طفیل عبدفتاح وطفیل بندہ ستار
رحمۃ اللہ علیہ
پئے عبدالبقا مژدہ ہمیں دے نور و فرحت کا

رحمۃ اللہ علیہ، رحمۃ اللہ علیہ
پئے عبدالجلیل و عبدرحمٰن خالقِ رحماں
رحمۃ اللہ علیہ
کفِ سُلطان باہو سے عطا ہو جام وحدت کا

رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ع۱
الٰہی اس ولی با محمد کے تصدق میں
رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ع۲
دکھا منظر محمد کی حسینی شکل و صورت کا

رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ع۳ رحمۃ اللہ سجادہ نشین ع۴
پئے حافظ محمد اور غلام حضرت باہو
رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ع۵
پئے صالح محمد کر فزوں اعزاز امت کا

رحمۃ اللہ علیہ، رحمۃ اللہ علیہ
رُخ سلطان حامد جلوۂ نور محمد سے
رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ع۶ رحمۃ اللہ علیہ
دکھا دے نور احمد نور سلطانِ رسالت کا

رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ع۔ رحمۃ اللہ علیہ
بحق میر سلطان و بیٹے نورِ حسن یا رب
اُجالا بزم حسن و عشق میں کر شمع وحدت کا

رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ع۔ رحمۃ اللہ علیہ
حبیب حضرت سلطانِ بطحا کو ملا حق سے
ہے تختِ معرفت سلطان باہُو کی ولایت کا

مدظلہٗ مدظلہٗ سجادہ نشین ع۔
الٰہی فیض سلطان کا ہو جاری فیض دنیا میں
بجے ڈنکا غلام شاہ جیلانی کی سطوت کا

مدظلہٗ رحمۃ اللہ علیہ
عطا عبد المجید پاک کو ہو شانِ سلطانی
تصدق حضرت سلطان باہُو کی کرامت کا

رحمۃ اللہ علیہ
رہے سلطان باہو کا شگفتہ ہر گل نورس
الٰہی واسطہ ان جملہ پیران طریقت کا

رحمۃ اللہ علیہ
مدینہ میں ضیاء کا خاتمہ بالخیر فرمانا
صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی واسطہ دربارِ سلطانِ رسالت کا

۱

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہُو

نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ہُو

اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہُو

جیوے مرشد کامل باہُو جیں ایہ بُوٹی لائی ہو

۲

الف اللہ پڑھیوں پڑھ حافظ ہویوں ناں گیا حجابوں پردا ہُو

پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویوں بھی طالب ہویوں زردا ہُو

سیئے ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ہُو

باجھ فقیراں کسے نہ ماریا باہُو ایہو چور اندر دا ہُو

۳

الف احدؔ جد دتی دکھالی از خود ہویا فانی ہُو

قرب وصال مقام نہ منزل ناں اوتھے جسم نہ جانی ہُو

نہ اوتھے عشق محبّت کائی نہ اوتھے کون مکانی ہُو

عینوں عین تھیوسے باہُو سرّ وحدت سبحانی ہُو

۴

الف اللہ صحی کیتوسے جداں چمکیا عشق اگوہاں ہُو

راتیں دیہاں دیوے تانکھیرے نت کرے اگوہاں سوہاں ہُو

اندر بھاہیں اندر بالن اندر دیوچ دھوہاں ہُو

باہُوشوہ تداں لدھیوسے جداں عشق کیتوسے سوہاں ہُو

۵

الف ایہہ دنیاں زن حیض پلیتی کتنی مَل مَل دھووں ہُو

دنیاں کارن عالم فاضل گوشے بہہ بہہ رووں ہُو

جیندے گھروچ بوہستی دنیاں اوکھے گھوکرسووں ہُو

جنہاں ترک دنیا تھیں کیتی باہُو واہندی نکل کھلووں ہُو

۶

الف اَلَست بِرَبِّکُم سُنیا دل میرے نت قالو ابلیٰ کوکیندی ہُو

حُبِ وطن دی غالب ہوئی ہک پل سون نہ دیندی ہُو

قہر پوے تینوں رہزن دنیا توں تاں حق دا راہ مریندی ہُو

عاشقاں مول قبول نہ کیتی باہُو توں نے کر کر زاریاں روندی ہُو

۷

الف ایہو نفس اساڈا بیلی جو نال اساڈے سدّھا ہُو

زاہد عالم آن نوائے جتھے ٹکڑا دیکھے تھدّھا ہُو

جو کوئی اسدی کرے سواری اس نام اللہ والدّھا ہُو

راہ فقر دا مشکل باہُو گھر ماں نہ سیرا رِدّھا ہُو

۸

الف ازل ابد نوں صحی کیتو سے دیکھ تماشے گذرے ہُو

چوداں طبق دلیندے اندر آتش لائے حجرے ہُو

جنہاں حق نہ حاصل کیتا اور دو ہیں جہانیں اجڑے ہُو

عاشق غرق ہوئے وچ وحدت باہُو دیکھ تنہاندے مجرے ہُو

۹

الف اندر ہُو تے باہر ہُو ایدم ہووے نال جلیندا ہُو

ہُو دا داغ محبت والا ہر دم پیا سڑیندا ہُو

جتھے ہُو کرے رُشنائی چھوڑ اندھیرا ویندا ہُو

میں قربان تنہاں توں باہُو جہڑا ہُو نوں صحی کریندا ہو

۱۳

الف ایہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد دیکھ نہ رجاں ہُو

لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجّاں ہُو

اِتنیاں ڈِٹھیاں صبر ناں آوے ہور کتے ول بھجّاں ہُو

مُرشد دا دیدار ہے باہُو میںنوں لکھ کروڑاں حجّاں ہُو

۱۴

الف اندر وِچ نماز اساڈی ہکسے جا تینوے ہُو

نال قیام رکوع سجودے کر تکرار پڑھیوے ہُو

ایہہ دل ہجر فراقوں سڑیا ایہہ دم مرے نہ جیوے ہُو

سچّا راہ محمدؐ والا باہُو جیں وِچ ربّ لبھیوے ہُو

۱۵

الف اکھیں سرخ موہیں تے زردی ہر دلوں دل آہیں ہُو

مہا مہاڑ خوشبوئی والا پہونتا وِچ کدا ہیں ہُو

عِشق مشک نہ چھپے رہندے ظاہر تھئیں اتھاہیں ہُو

نام فقیر تنہاں دا باہو جنہاں لامکانی جاہیں ہُو

۱۶

لف اندر کلمہ کل کل کردا عشق سکھایا کلماں ہُو

چوداں طبق کلمے دے اندر قرآن کتاباں علماں ہُو

کانے کپ کے قلم بناؤں لکھ نہ سکن قلماں ہُو

باہُو ایہہ کلمہ مینوں پیر پڑھایا ذرا نہ رہیاں المّاں ہُو

۱۷

لف ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقیرا جھاتی ہُو

ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہُو

شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی دست کھڑاتی ہُو

مرن تھیں اگے مر رہے باہُو جنہاں دی رمز پچھاتی ہُو

۱۸

الف ایہہ تن رب سچے دا حجرا دل کھڑیا باغ بہاراں ہُو

وچے کوزے وچے مصلّے وچے سجدے دیاں تھاراں ہُو

وچے کعبہ وچے قبلہ وچے الا اللہ پکاراں ہُو

کامل مرشد ملیا باہُو اوہ آپے لیسی ساراں ہُو

۱۰

الف ادھی لعنت دنیاں تائیں تے ساری دنیاں داراں ہُو

جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہُو

پیوواں کولوں پُتر کوہا دے بھٹھ دنیاں مکاراں ہُو

جنہاں ترک دنیاں دی کیتی باہُو لین باغ بہاراں ہُو

۱۱

الف ایہہ دنیاں رن حیض پلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہُو

جیں فقر گھر دنیاں ہووے لعنت اس دے جیوے ہُو

حُب دنیاں دی رب تھیں موڑے ویلے فکر کچیوے ہُو

سہ طلاق دنیاں نوں دیئیے جے باہُو سچ پچھیوے ہُو

۱۲

الف ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہُو

منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ہُو

جس منزل نوں عشق پچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہُو

میرا عشق سلامت رکھیں باہُو ایماتوں دیاں دھروئی ہُو

۱۹

لف اوجھڑ جھل تے مارو بیلا جتھے جالن آئی ہُو

جس کدھی نوں ڈھاں ہمیشاں اوہ ڈھٹھی گل دھائی ہُو

نَیں جنہاں دی وہے سرا ندی اوہ سکھ نہیں سوندے راہی ہُو

ریت تے پانی جیتھے ہون اکٹھے باہُو اتھے بنی نہیں بھیڑی کائی ہُو

۲۰

لف آپ نہ طالب ہیں کہیں دے لوکاں نوں طالب کردے ہُو

چانوں کھیپاں کر دے سیپاں اللہ دے قہر توں ناہیں ڈردے ہُو

عشق مجازی تلکن بازی پیر اوّلے دھر دے ہُو

اور شرمندے ہوسن باہو اندر روز حشر دے ہُو

۲۱

الف اندر بھی ہُو باہر بھی ہُو باہُو کتھاں بھیوے ہُو

سے ریاضتاں کر کراہاں توڑے خون جگر دا پیوے ہُو

لکھ ہزار کتاباں پڑھ کے دانشمند سدیوے ہُو

نام فقیر تہنیدا باہُو قبر جہاندی جیوے ہُو

۲۲

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وِچ مرشد لاندا ہُو

جس گت اتے سوہنا راضی ہوندا اوہو گت سکھاندا ہُو

ہر دم یاد رکھے ہر ویلے سوہنا اٹھاندا بہاندا ہُو

آپ سمجھ سمجھیندا باہُو آپ آپے بن جہاندا ہُو

۲۳

ب باہُو باغ بہاراں کھڑیاں نرگس ناز شرم دا ہُو

دل وِچ کعبہ صحی کیتو سے پاکوں پاک نرم دا ہُو

طالب طلب طواف تمامی حُب حضور حرم دا ہُو

گیا حجاب تھیوسے حاجی باہُو جداں بخشیوس راہ کرم دا ہُو

۲۴

ب بغداد شہر دی کیا نشانی اُچیاں لمیاں چیراں ہُو

تن من میرا پُرزے پُرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہُو

اینہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہُو

بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باہُو کرساں میراں میراں ہُو

۲۵

ب بغداد شریف ونج کراہاں سودا نے کتو سے ہُو
رتی عقل دی کراہاں بھار غماں دا گھدو سے ہُو
بھار بھریرا منزل چوکھیری اوڑک وچ پہیتو سے ہُو
ذات صفات صحی کتو سے باہُو تاں جمال لدھو سے ہُو

۲۶

ب باہجھ حضوری نہیں منظوری توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ہُو
روزے نفل نماز گزارن توڑے جاگن ساریاں راتاں ہُو
باجھوں قلب حضور نہ ہووے توڑے کڈھن سے زکاتاں ہُو
باہُو باجھ فنا رب حاصل ناہیں ناں تاثیر جماتاں ہُو

۲۷

ب بے ادباں ناں سار ادب دی گئے ادباں توں وانجے ہُو
جیہڑے تھاں مٹی دے بھانڈے کدی نہ ہوندے کانجے ہُو
جیہڑے مڈھ قدیم دے کھیڑے ہوون کدی نہ ہوندے رانجھے ہُو
جیں دل حضور نہ منگیا باہُو گئے دوہیں جہانیں وانجے ہُو

۲۸

ب بزرگی نوں گھت وہن لوڑھائیے ملیے رج مکالا ہُو

لَا اِلٰہ گل گہناں مڑھیا مذہب کی لگدا سالا ہُو

اِلّا اللہ گھر میرے آیا جین آن اٹھایا پالا ہُو

اساں بھر پیالا خضروں پیتا باہُو آب حیاتی والا ہُو

۲۹

ب بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ بھی گہناں بھارا ہُو

نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہُو

حدوں بیحد درود نبیؐ نوں جینیدا ایڈ پسارا ہُو

میں قربان تہناں توں باہُو جنہاں ملیا نبیؐ سوہارا ہُو

۳۰

ب بنھ چلایا طرف زمین دے عرشوں فرش ٹکایا ہُو

گھر تھیں ملیا دیس نکالا اساں لکھیا جھولی پایا ہُو

رہ نی دنیاں ناں کر جھیڑا ساڈا اگے دل گھبرایا ہُو

اسیں پردیسی ساڈا وطن دوراڈھایا باہُو دم دم غم سوایا ہُو

۳۱

ب بے تے پڑھ کے فاضل ہوئے ہک حرف نہ پڑھیا کسے ہُو
جیں پڑھیا تیں شوہ نہ لدھا جاں پڑھیا کجھ تسے ہُو
چوداں طبق کرن رشنائی انہیاں کجھ نہ دسے ہُو
باہجھ وصال اللہ دے باہُو سبھ کہانیاں قصے ہُو

۳۲

ب بوہتی میں اوگن ہاری لاج پئی گل اسدے ہُو
پڑھ پڑھ علم کریہن تکبر شیطان جیہے اوتھے مسدے ہُو
لکھاں نوں بھو دوزخ والا ہک نت بہشتوں رسدے ہُو
عاشقاں دے گل چھُری ہمیشاں باہُو اگے محبوباں دے کسدے ہُو

۳۳

پ پڑھ پڑھ علم ملوک رجھاون کیا ہویا اس پڑھیاں ہُو
ہرگز مکھن مول ناں آوے پھٹے دودھ دے کڑھیاں ہُو
آکھ چنڈورا ہتھ کے آئیو اس انگوری چنیاں ہُو
ہک دل خستہ رکھیں راضی باہُو لہیں عبادت وریہاں ہُو

۳۴

پ پڑھ پڑھ عالم کرن تکبر حافظ کرن وڈیائی ہُو

گلیاں دے وِچ پھرن نمانے وتن کتاباں چائی ہُو

جتھے ویکھن چنگا چوکھا اوتھے پڑھن کلام سوائی ہُو

دوہیں جہانیں سوئی مٹھے باہُو جنہاں کھادی ویچ کمائی ہُو

۳۵

پ پڑھ پڑھ علم مشائخ سداون کرن عبادت دوہری ہُو

اندر جھگی پئی لٹیوے تن من خبر ناں موں موری ہُو

مولا والی سدا سکھالی دل توں لاہ تکوری ہُو

باہُو ربّ تنہاں نوں حاصل جنہاں جگ ناں کیتی چوری ہُو

۳۶

پ پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہوئے بھارے ہُو

اک حرف عشق دا پڑھن نہ جانن بھلے پھرن بچارے ہُو

اک نگاہ جے عشق دیکھے لکھ ہزاراں تارے ہُو

لکھ نگاہ جے عالم دیکھے کسے نہ کدی چاہڑے ہُو

عشق عقل وِچ منزل بھاری سئیاں کوہاں دے پاڑے ہُو
جنہاں عشق خرید نہ کیتا باہُو اوہ دوہیں جہانیں ماڑے ہُو

۳۷

پ پڑھیا علم تے ودھی مغروری عقل بھی گیا تلوہاں ہُو
بھلا راہ ہدایت والا نفع نہ کیتا دوہاں ہُو
سر دیتاں جے سِرّ ہتھ آوے سودا ہار نہ توہاں ہُو
وڑیں بزار محبت والے باہُو کوئی رہبر لے کے سوہاں ہُو

۳۸

پ پاک پلیت نہ ہوندے ہرگز توڑے رہندے وِچ پلیتی ہُو
وحدت دے دریا اُچھلّے ہک دل صحی نہ کیتی ہُو
ہک بتخانیں واصل ہوئے ہک پڑھ پڑھ رہن مسیتی ہُو
فاضل سٹ فضیلت بیٹھے باہُو عشق نماز جاں نیتی ہُو

۳۹

پ پیر ملیاں جے پیڑ ناں جاوے اس نوں پیر کی دھرناں ہُو
مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کی کرناں ہُو

جس ہادی کولوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کی پھڑناں ہُو
جے سر دیتیاں حق حاصل ہووے باہُو اس موتوں کی ڈرناں ہُو

۴۰

پ پاٹا دامن ہویا پُرانا کچرک سیوے درزی ہُو
حال دا محرم کوئی نہ ملیا جو ملیا سو غرضی ہُو
باجھ مربّی کسے نہ لدّھی گجھی رمز اندر دی ہُو
اوسے راہ ول جائیے باہُو جس تھیں خلقت ڈردی ہُو

۴۱

پ پنجے محل پنجاں وچ جانن ڈیوا کت ول دھریئے ہُو
پنجے مہر پنجے پٹواری حاصل کت ول بھریئے ہُو
پنجے امام تے پنجے قبلے سجدہ کت ول کریئے ہُو
باہُو جے صاحب سر منگے ہرگز ڈھل نہ کریئے ہُو

۴۲

ت تارک دنیا تد تھیوسے جداں فقر ملیوسے خاصا ہُو
راہ فقر دا تد لدھیوسے جداں ہتھ پکڑیوسے کاسا ہُو

دریا وحدت دا نوش کیتو سے اجاں بھی جی پیاسا ہُو

راہ فقر رت ہنجوں رووں باہُو لوکاں بھانے ہاسا ہُو

۴۳

ت تہ سبھ توکل والا ہُو مردانہ تریئے ہُو

جیں دکھ تھیں سکھ حاصل ہووے اس دکھ تھیں نہ ڈریئے ہُو

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا آیا چیت اسے دل دھریئے ہُو

اوہ بے پرواہ درگاہ ہے باہُو اوتھے رو رو حاصل بھریئے ہُو

۴۴

ت تن من یار میں شہر بنایا دل وچ خاص محلہ ہُو

آن الف دل وسوں کیتی میری ہوئی خوب تسلّہ ہُو

سب کجھ مینوں پیا سینوے جو بولے ماسوا اللہ ہُو

درد منداں ایہہ رمز پچھاتی باہُو بے درداں سر کھلّہ ہُو

۴۵

ت توڑے تنگ پرانے ہوون گھسے نہ رہنڑے تازی ہُو

مار نقارہ دل وچ وڑیا کھیڈ گیا اک بازی ہُو

مار دلاں نوں جول وتوئیں جدوں تکے نُن نیازی ہُو

انہاں نال کیہ ہویا باہُو جنہاں یار نہ رکھیا راضی ہُو

۴۵

ت تسبیح داتوں کسبی ہو یوں ماریں دم ویہاں ہُو

من دا منکا اِک نہ پھیریں گل پائیں پنج ویہاں ہُو

دین لگیاں گل گھوٹو آوے لین لگیاں جھٹ شیہاں ہُو

پتھر چیت جنہاں دے باہُو اوتھے ترا یاوساں میناں ہُو

۴۷

ت تدوں فقیر شتابی بندا جد جان عشق وِچ ہارے ہُو

عاشق شیشا تے نفس مربی جان جاناں توں وارے ہُو

خود نفسی چھڈ ہستی جھیڑے لاہ سروں سب بھارے ہُو

باہُو باہجھ مویاں نہیں حاصل تھیندا توڑے سے سے سانگ اتارے ہُو

۴۸

ت توں تاں جاگ ناں جاگ فقیرا انت نوں لوڑ جگایا ہُو

اکھیں میٹیاں ناں دل جاگے، جاگے جاں مطلب پایا ہُو

ایہہ نکتہ جداں کیتا پختہ تاں ظاہر آکھ سنایا ہُو

ہیں تاں بھلی دِ بندی ساں یا ہُو مینوں مرشد راہ دکھایا ہُو

۴۹

ت تسبی پھری تے دل نہیں پھریا کی لیناں تسبی پھڑ کے ہُو

علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا کی لیناں علم نوں پڑھ کے ہُو

چلّے کٹے تے کجھ نہ کھٹیا کی لیناں چلیاں وڑ کے ہُو

جاگ بناں دُدھ جمدے ناہیں باہُو بھانویں لال ہوون کڑھ کڑھ کے ہُو

۵۰

ث ثابت صدق تے قدم اگیرے تاہیں رب لبھیوے ہُو

لُوں لُوں دے وِچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ہُو

ظاہر باطن عین عیانی ہُو ہُو پیا سُنیوے ہُو

نام فقیر تنہاں دا باہُو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

۵۱

ث ثابت عشق تنہاں نیں لدّھا جنہاں ترٹی چوڑ چا کیتی ہُو

ناں اوہ صوفی ناں اوہ صافی ناں سجدہ کرن مسیتی ہُو

خالص نیل پرانے لتے نہیں چڑھدا رنگ مجیٹھی ہُو

قاضی آن شرع ول باہُو کدیں عشق نماز نہ نیتی ہُو

۵۲

ج جو دل منگے ہووے نا ہیں ہوون رہیا پریرے ہُو

دوست نہ دیوے دل دا دارو عشق نہ واگاں پھیرے ہُو

اس میدان محبت دے وچ ملن تا تکھیرے ہُو

میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں رکھیا قدم اگیرے ہُو

۵۳

ج جے توں چاہیں وحدت ربدی تاں مل مُرشدیاں تلیاں ہُو

مرشد لطفوں کرے نظارہ گل تھیوں سبھ کلیاں ہُو

انہاں گلاں وچوں مک لالہ ہوسی گل نازک گل پھلیاں ہُو

دوہیں جہانیں مٹھے باہُو جنہاں سنگ کیتا دو ڈلیاں ہُو

۵۴

ج جس الف مطالیہ کیتا ''ب'' دا باب نہ پڑھدا ہُو

چھوڑ صفاتی لدھس ذاتی اوہ عامی دُور جا کر دا ہُو

نفس امارہ کترطا جانے ناز نیاز نہ دھر دا ہُو
کیا پرواہ تنہاں نتوں باہُو جنہاں گھاڑو لدھا گھر دا ہُو

ج جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ہُو
ہک بتخانے جا واصل ہوئے ہک پڑھ پڑھ رہے مسیتی ہُو
عشق دی بازی لئی جنہاں سر دیندیاں ڈھل نہ کیتی ہُو
ہرگز دوست نہ ملیا اونہاں حضرت باہُو جنہاں ترٹی چوڑ نہ کیتی ہُو

ج جب لگ خودی کریں خود نفسوں تب لگ رب نہ پاویں ہُو
شرط فناہ نوں جانیں ناہیں تے اسم فقیر رکھاویں ہُو
موئے باجھ نہ سوہندی الفی ایویں گل وچ پاویں ہُو
تدوں نام فقیر ہے سوہندا حضرت باہُو جے جیوندیاں مرجاویں ہُو

ج جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہا پڑھایا ہُو
سُنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا ول لایا ہُو
کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ہُو
مرن بھتیں مر گئے اگے حضرت باہُو تاں مطلب نوں پایا ہُو

۵۵

ج جیں دل عشق خرید نہ کیتا سو دل بخت نہ بختی ہُو

استاد ازل دے پڑھایا ہتھ دتس دل تختی ہُو

برسر آیاں دم ناں ماریں جاں سر آوے سختی ہُو

پڑھ توحید تاں تھیویں واصل باہُو سبق پڑھیوے دقتی ہُو

۵۶

ج جین دل عشق خرید نہ کیتا سو دل درد نہ پھُٹی ہُو

اس دل تھیں سنگ پتھر چنگے جو دل غفلت اٹی ہُو

جیں دل عشق حضور نہ منگیا سو درگاہوں سٹی ہُو

ملیا دوست نہ انہاں باہُو جنہاں چوڑ نہ کیتی ترٹی ہُو

۵۷

ج جیں دل عشق خرید نہ کیتا سوئی خسرے مرد زنانے ہُو

خنسے خسرے ہر کوئی آکھے کون آکھے مردانے ہُو

گلیاں دے وچ پھرن ادبیلے جیوں جنگل ڈھور دیوانے ہُو

مرداں تے نامرداں دی گل تداں پوسی باہُو جداں عاشق بنھسن گانے ہُو

۵۸

ج جیں دینہہ دا میں در تینڈڑے تے سجدہ صحی ونج کیتا ہُو
اس دینہہ دا سر فدا اتھائیں، میں بیا دربار نہ لیتا ہُو
سر دیوں تسرآکھن ناہیں، اساں شوق پیالا پیتا ہُو
میں قربان تنہاتوں باہُو جنہاں عشق سلامت کیتا ہُو

۵۹

ج جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ہُو
ہک بتخانیں جا واصل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ہُو
عشق دی بازی اُنہاں لئی جنہاں سر دیتاں ڈھل ناں کیتی ہُو
ہرگز دوست نہ ملدا باہُو جنہاں تڑٹی چور نہ کیتی ہُو

۶۰

ج جو دم غافل سو دم کافر اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہُو
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا دل لایا ہُو
کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ہُو
مرن توں اگے مر گئے باہُو تاں مطلب نوں پایا ہُو

۶۱

ج جتھے رتی عشق وکا دے اوتھے مناں ایمان وویوے ہُو

کتب کتاباں ورد وظیفے اوتر چا پکیوے ہُو

باجھوں مرشد کجھ نہ حاصل توڑے راتیں جاگ پڑھیوے ہُو

مریئے مرن تھیں اگے باہُو تاں رب حاصل تھیوے ہُو

۶۲

ج جنگل دے وچ شیر مریلا باز پوے وچ گھر دے ہُو

عشق جیہا صراف ناں کوئی کجھ ناں چھوڑے وچ زر دے ہُو

عاشقاں ننید بھکھ ناں کائی عاشق مول نہ مردے ہُو

عاشق جیندے تداں ڈٹھسے باہُو جداں صاحب اگے سر دھردے ہُو

۶۳

ج جنہاں عشق حقیقی پایا موہوں نہ کجھ الادن ہُو

ذکر فکر وچ رہن ہمیشاں دم نوں قید لگادن ہُو

نفسی، قلبی، روحی، سرّی خفی اخفیٰ ذکر کمادن ہُو

میں قربان تنہاں توں باہُو جہڑے اکس نگاہ جوادن ہُو

۶۴

ج جیوندے کے جانن سار مویاں دی سو جانے جو مردا ہُو
قبراں دے وِچ اَن ناں پانی اتھے خرچ لوڑیندا گھر دا ہُو
اِک وچھوڑا ماپیو بھائیاں دوجا عذاب قبر دا ہُو
واہ نصیب انہاندا باہُو جھڑا وِچ حیاتی مردا ہُو

۶۵

ج جیہڑیاں مر رہناں ہووے تاں ویس فقیراں بہیئے ہُو
جے کوئی سٹے گودڑ کوڑا وانگ اڑوڑی سہیئے ہُو
جے کوئی کڈھے گالہاں مہنے اس نوں جی جی کہیئے ہُو
گلا اُلاہماں بھنڈی خواری یار دے پاروں سہیئے ہُو
قادر دے ہتھ ڈور اساڈی باہُو جیویں رکھے تیویں رہیئے ہُو

۶۶

ج جے رب ناتیاں دھوتیاں ملدا تاں ملدا ڈڈواں مچھیاں ہُو
جے رب ملیاں والاں ملدا تاں ملدا بھیڈاں سسیاں ہُو
جے رب راتیں جاگیاں ملدا تاں ملدا کال کڑچھیاں ہُو
جے رب جتیاں ستیاں ملدا تاں ملدا ڈانداں خصیاں ہُو
انہاں گلاں رب حاصل ناہیں باہُو رب ملدا دلیاں ہچھیاں ہُو

۶۷

ج جنہاں سِٹھ الف بھتیں پا پا پھول قرآن ناں پڑھدے ہُو

اوہ مارن دم محبت والا، دُور ہویوتیں پردے ہُو

دوزخ بہشت غلام تنہاندے چاکیتو نے بردے ہُو

میں قربان تنہاں دے باہُو جہڑے وحدت دیوچ ڈردے ہُو

۶۸

ج جے کر دین علم وچ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ہُو

اٹھاراں ہزار جو عالم آہا اوہ اگے حُسینؓ دے مردے ہُو

جے کجھ ملاحظہ سرورؐ دا کردے تاں خیمے تمبو کیوں سڑدے ہُو

جیکر مَن دے بیعت رسولی تاں پانی کیوں بند کردے ہُو

پر صادق دین تنہاں دے باہُو جو سر قربانی کردے ہُو

۶۹

ج جد دا مرشد کاسا دِترڑا تد دی بے پرواہی ہُو

ج کی ہویا جے راتیں جاگیوں جے مرشد جاگ ناں لائی ہُو

راتیں جاگیں تے کریں عبادت ڈینھ سنِدیا کریں پرائی ہُو

کوڑا تخت دنیا دا باہُو تے فقر سچی بادشاہی ہُو

۷۰

ج جاں تائیں خودی کریں خود نفسوں تاں تائیں رب نہ پانویں ہُو
شرط فناتوں جانیں ناہیں تے نام فقیر رکھاویں ہُو
موئے باجھ نہ سوہندی الفی اینویں گل وچ پانویں ہُو
نام فقیر تد سوہندا باہُو جد جیوندیاں مرجاویں ہُو

۷۱

ج جل جلیندیاں جنگل بھوندیاں میری ہکّا گل نہ پکّی ہُو
چلّے چلیٔے مکّے حج گزاریاں میری دل دی ڈور نہ ڈکّی ہُو
ترے روزے پنج نمازاں ایہہ بھی پڑھ پڑھ تھکّی ہُو
سبھے مراداں حاصل ہویاں باہُو جاں کامل نظر مہر دی تکّی ہُو

۷۲

ج جاں جاں ذات نہ تھیوے باہُو تاں کم ذات سدیوے ہُو
ذاتی نال صفاتی ناہیں تاں تاں حق لبھیوے ہُو
اندر بھی ہُو باہر بھی ہُو باہُو کتھے لبھیوے ہُو
جیندے اندر حبِّ دُنیا باہو اوہ مول فقیر نہ تھیوے ہُو

۷۳

ج جس دل اسم اللہ دا چمکے عشق بھی کردا ہلّے ہُو
بھار کستوری دے چھپدے ناہیں بھانویں دے رکھیئے سے پلّے ہُو
انگلیں پچھے دیہنہ ناہیں چھپدے دریا نہیں رہندے ٹھلّے ہُو
اسیں اوسے وِچ اوہ اساں وِچ باہُو یاراں یار سوئے ہُو

۷۴

چ چڑھ چناں تے کر رشنائی ذکر کریندے تارے ہُو
گلیاں دے وِچ پھرن نمانے لعلاں دے ونجارے ہُو
شالا مسافر کوئی نہ تھیوے ککھ جنہاں نوں بھارے ہُو
تاڑی مار اڈاؤ ناں باہُو اساں آپے اڈن ہارے ہُو

۷۵

چ چڑھ چناں تے کر رشنائی تارے ذکر کریندے تیرا ہُو
تیرے جیہے چن کئی سے چڑھدے سانوں سجناں باجھ ہنیرا ہُو
جتھے چن اساڈا چڑھدا اُتھے قدر نہیں کجھ تیرا ہُو
جس دے کارن اساں جنم گوایا باہُو یار ملے اک پھیرا ہُو

۷۶

ح حافظ پڑھ پڑھ کرن تکبّر ملّاں کرن وڈیائی ہُو
ساون ماہنہ دے بدلاں وانگوں پھرن کتاباں چائی ہُو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا اُتھے پڑھن کلام سوائی ہُو
دوہیں جہانیں مُٹھے باہُو جنہاں کھادھی ویچ کمائی ہُو

۷۷

خ خام کیہ جانن سار فقر دی جہڑے محرم ناہیں دل دے ہُو
آب مٹی تھیں پیدا ہوئے خامی بھاندے گِل دے ہُو
لعل جواہراں دا قدر کی جانن جو سوداگر بل دے ہُو
ایمان سلامت سوئی ویسن باہُو جہڑے بھج فقراں مل دے ہُو

۷۸

د دل دریا سمندروں ڈوگھے کون دلاں دیاں جانے ہُو
وِچ بیڑے وِچے جھیڑے وِچے وِنجھ موہانے ہُو
چوداں طبق دے دے اندر جتھے عشق تمبو وِنج تانے ہُو
جو دل دا محرم ہووے باہُو سوئی رب پچھانے ہُو

۷۹

د دل دریا سمندروں ڈونگھا غوطہ مار غواصی ہُو
جیں دریاوچ نوش نہ کیتا رہسی جان پیاسی ہُو
ہردم نال اللہ دے رکھن ذکر فکر دے آسی ہُو
اس مرشد یقیں زن بہتر باہُو جو پھند قریب لباسی ہُو

۸۰

د دل دریا خواجہ دیاں لہراں گھمن گھیر ہزاراں ہُو
رہن دلیلاں وچ فکر دے بیحد بے شماراں ہُو
ہک پردیسی دو جانیوں لگ گیا تر یارے سمجھ دیاں ماراں ہُو
ہس کھیڈن سبھ بھلیا باہُو جد عشق چنگھایاں دھاراں ہُو

۸۱

د دے وچ دل جو آکھیں سو دل دور دلیلوں ہُو
دل دا دور اگوہاں کیجے کثرت کنوں قلیلوں ہُو
قلب کمال جمالوں جسموں جوہر جاہ جلیلوں ہُو
قبلہ قلب منور ہویا باہُو خلوت خاص خلیلوں ہُو

۸۲

د دل کالے کولوں منہ کالا چنگا جے کوئی اس نوں جانے ہُو
منہ کالا دل اچھا ہووے تاں دل یار پچھانے ہُو
ایہہ دل یار دے پچھے ہووے متاں یار دی کدی پچھانے ہُو
سے عالم چھوڑ مسیتاں نٹھے باہُو جد لگے نیں دل ٹکانے ہُو

۸۳

د دل تے دفتر وحدت والا دائم کریں مطالیا ہُو
ساری عمراں پڑھدیاں گزری جہلاں دے وچ جالیا ہُو
اکو اسم دل اللہ دا رکھیں اپنا سبق مطالیا ہُو
دوہیں جہاں غلام تنہاندے باہُو جیں دل اللہ سمبھالیا ہُو

۸۴

د دردا اندر دا اندر ساڑے باہر کراں تاں گھائل ہُو
حال اساڈا کیویں اوہ جانن جو دنیا تے مائل ہُو
بحر سمندر عشقے والا ہر دم رہندا حائل ہُو
پہنچ حضور آسان نہ باہُو اساں نام تیرے دے سائل ہُو

۸۵

د درد منداں دے دھوئیں دُھکھدے ڈردا کوئی ناں سیکے ہُو

انہاں دھواں دے تا تکھیرے محرم ہووے تاں سیکے ہُو

چھک شمشیر کھڑا ہے سر تے ترس پوس تاں تھیکے ہُو

سا ہو رے کرڑے اپنے وچھناں باہُو سدا ناں رہناں پیکے ہُو

۸۶

د درد منداں دا خون جو پیندا کوئی برہوں باز مریلا ہُو

چھاتی دے وچ کیتس ڈیرا جیویں شیر بیٹھا مل بیلا ہُو

ہاتھی مست سندوری وانگوں کردا پیلا پیلا ہُو

اس پیلے دا وسواس ناں کیجے باہُو پیلے باجھ ناں ہوندا میلا ہُو

۸۷

د دین تے دنیاں سکیاں بھیناں تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہُو

دونوں اکس نکاح وچ آون تینوں شرع نہیں فرمیندا ہُو

جویں اگ تے پانی ٹھاں اکے وچ واسا نہیں کریندا ہُو

دوہیں جہانیں مٹھا باہُو جیہڑا دعوے کوڑ کریندا ہُو

۸۸

د دنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے سونہدی ہُو
نقش نگار کرے بہتیرے زن خوباں سبھ موہندی ہُو
بجلی وانگوں کرے لشکارے سر دے اُتوں جھوندی ہُو
حضرت عیسیٰ دی سلھ وانگوں باہُو راہ دیندیاں نوں کوہندی ہُو

۸۹

د دنیا ڈھونڈن والے کتے در در پھرن حیرانی ہُو
ہڈی اُتے ہور تنہاں دی لڑدیاں عمر وہانی ہُو
عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ہُو
باجھوں ذکر ربے دے باہُو کوڑی رام کہانی ہُو

۹۰

د دودھ تے دہی ہر کوئی رِڑکے عاشق بھاہ رِڑکیندے ہُو
تن چٹورا من مندھانی آہیں نال ہلیندے ہُو
دکھاں دا نیترا کڈھے لِسکارے غماں دا پانی پیندے ہُو
نام فقیر تنہاں دا باہُو جیہڑے ہڈاں توں مکھن کڈھیندے ہُو

۹۱

د درد منداں دیاں آہیں کولوں پہاڑ پتھر دے جھڑدے ہُو

درد منداں دیاں آہیں کولوں بھج ناگ زمین وچ وڑدے ہُو

درد منداں دیاں آہیں کولوں آسمانوں تارے جھڑدے ہُو

درد منداں دیاں آہیں کولوں باہُو عاشق مول نہ ڈردے ہُو

۹۲

د دلیلاں چھوڑ وجودوں ہوشیار فقیرا ہُو

بنھ توکّل پنچھی اُڈدے پلّے خرچ نہ زیرا ہُو

روز روزی اُڈ کھان ہمیشہ نہیں کردے نال ذخیرا ہُو

مولا خرچ پہنچاوے باہُو جو پتھر وچ کیڑا ہُو

۹۳

د دل بازار تے منہ دروازہ سینہ شہر ڈسیندا ہُو

روح سوداگر نفس ہے راہزن جھڑا حق دا راہ مریندا ہُو

جاں توڑی ایہہ نفس نہ ماریں تاں ایہہ وقت کھڑیندا ہُو

کردا ہے زایا ویلا باہُو جاں نوں تاک مریندا ہُو

دل ہی حُجرا رب سچے دا اتھے پا فقرا چاتی ہُو
گھیاں دا دیوا بال اندھیرے تیری لب پے وست گواچی ہُو
نہ کر منتاں خواج خضر دی آں تیرے اندر آب حیاتی ہُو
میاں باہُو جناں مرشد پایا جنے اے رمز پہپتی ہُو

دل نوں نماز پڑھایو نہ ہی کی ہو یا جے نیتی ہو
لوکاں دے واکھاوان خاتر سبیح پیچ وڑیا میتی ہو
اڑ کو گیٹے ململ دوے تیرے مینوں نہ گی پلیتی ہُو
باجھ مرشد کامل باہُو تیں نیتی. تیں نہ نیتی ہُو

۹۴

ذ ذاتی نال ناں ذاتی رلیا سو کم ذات سدیوے ہُو
نفس کتے نوں بنھ کراہاں فہماً فہم کچیوے ہُو
ذ ذات صفاتوں مہٹناں آوے جداں ذاتی شوق نپیوے ہُو
نام فقیر تنہاں دا باہُو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

۹۵

ذ ذکر فکر سب ارے اریرے جاں جان فداناں فانی ہُو

فدا فانی تنہاں نوں حاصل جہڑے وسن لامکانی ہُو

فدا فانی اونہاں نوں ہویا جنہاں چکھی عشق دی کانی ہُو

باہُو ہُو دا ذکر سڑیندا ہر دم یار ناں ملیا جانی ہُو

۹۶

ذ ذکر کنوں کر فکر ہمیشاں ایہہ لفظ تکھا تلواروں ہُو

کڈھن آہیں تے جان جلاون فکر کرن اسراروں ہُو

ذاکر سوئی جہڑے فکر کماون ہک پلک ناں فارغ یاروں ہُو

فکر دا پھٹیا کوئی نہ جیوے پٹے مڈھ چا پاڑوں ہُو

حق دا کلمہ آکھیں باہُو رب رکھے فکر دی ماروں ہُو

۹۷

ذ راہ فقر دا پرے پریرے اوڑک کوئی نہ دِسے ہُو

ناں اُوتھے پڑھن پڑھاون کوئی نہ اُتھے مسلے قصے ہُو

ایہہ دنیا بُت پرستی مت کوئی اس تے دِسے ہُو

موت فقیری جیں سر آوے باہُو معلم تھیوے تسے ہُو

۹۸

ر راتیں رتی نیندر نہ آوے وہاں رہے حیرانی ہُو

عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ہُو

کر عبادت پچھوتاسیں تیری زایا گئی جوانی ہُو

حق حضور انہاں نوں حاصل باہُو جنہاں ملیا شاہ جیلانی ہُو

۹۹

ر راتیں نیں رت ہنجوں رون تے دیہاں غمزہ غم دا ہُو

پڑھ توحید وڑیا تن اندر سکھ آرام ناں سمدا ہُو

سر سُولی تے چا ٹنگیو تے ایہہ راز پرم دا ہُو

سدھا ہُو کو ہیویئے باہُو قطرہ رہے ناں غم دا ہُو

ر۔ راہ فقر دا تد ھوسی جد ہتھ پھڑیوسی کاسہ ہُو

تارک دنیا توں تداں تھیوسیں جد فقر ملیوسی خاصہ ہُو

دریا وحدت دا نوش کیتوں اجاں بھی جی پیاسہ ہُو

راہ فقیری رت ہنجوں روون حضرت باہُو لوکاں بھانے ہاسہ ہُو

۱۰۰

ر رات اندھیری کالی دے وِچ عشق چراغ جلاندا ہُو

جیندی سِک توں دل چا ہیوے توڑیں نہیں آواز سناندا ہُو

اوجھڑ جھل تے مارو بیلے اتھے دم دم خوف شیہاندا ہُو

تھل جل جنگل گئے جھگیندے باہُو کامل نینہہ جنہاندا ہُو

۱۰۱

ر رحمت اس گھر وِچ وسّے جتھے بلدے دیوے ہُو

عشق ہوائی چڑھ گیا فلک تے کتھے جہاز گھتیوے ہُو

عقل فکر دی بیڑی نوں چا پہلے پور بوڑیوے ہُو

ہر جا جانی دسّے باہُو جت ول نظر کچیوے ہُو

۱۰۲

ر روزے نفل نمازاں تقوے سبھو کم حیرانی ہُو

انھیں گلیں رب حاصل ناہیں خود خوانی خود دانی ہُو

ہمیش قدیم جلیندا ملیو سو یار نہ جانی ہُو

ورد وظیفے تھیں چھُٹ رہسی باہُو جد ہو رہسی فانی ہُو

۱۰۳

ز زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہُو
جتھے کلمہ دل دا پڑھیئے اوتھے ملے زبان ناں ڈھوئی ہُو
دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار گلوئی ہُو
ایہہ کلمہ اسانوں پیر پڑھایا باہُو میں سدا سوہاگن ہوئی ہُو

۱۰۴

ز زاہد زہد کریندے تھکے روزے نفل نمازاں ہُو
عاشق غرق ہوئے وِچ وحدت اللہ نال محبت رازاں ہُو
مکھی قید شہد وچ ہوئی کیا اُڈسی نال شہبازاں ہُو
جنہاں مجلس نال نبی دے باہُو سوئی صاحب نازنوازاں ہُو

۱۰۵

س سبق صفاتی سوئی پڑھدے جو وت ہینے ذاتی ہُو
علموں علم انہاں نوں ہویا جیڑھے اصلی تے اثباتی ہُو
نال محبت نفس کُٹھونے کڈھ قضا دی کاتی ہُو
بہرہ خاص انہاں نوں باہُو جنہاں لدھا آب حیاتی ہُو

۱۰۶

س سوز کنوں تن سڑیا سارا ئیں تے دکھاں ڈیرے لائے ہُو
کوئل وانگ کوکیندی وتاں ناں وچن دن اضائے ہُو
بول پپیہا رُت ساون آئی متاں مولا مینہ وسائے ہُو
ثابت صدق تے قدم اگو ہاں باھُو رب سکدیاں دوست ملائے ہُو

۱۰۷

س سے روزے سے نفل نمازاں سے سجدے کر کر تھکّے ہُو
سے واری مکے حج گزارن دل دی دوڑ نہ مکّے ہُو
چلّے چلیئے جنگل بھوناں اس گل تھیں ناں پکّے ہُو
سبھے مطلب حاصل ہوندے باھُو جد پیر نظر اک تکّے ہُو

۱۰۸

س سُن فریاد پیراں دی پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ہُو
بیڑا اڑیا میرا وچ کپرا ندے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ہُو
شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری خبر لیو جھٹ کر کے ہُو
پیر جنہاندے میراں باھُو اوہی کدھی لگدے تر کے ہُو

س۔ سب تعریف کو لیشر کردے کارن دُر بحر دے ہُو
شش فلک تے شش زمیناں شش پانی اتے تردے ہُو
چھیاں حرفاں دے سخن اٹھاراں اوتھے دو دو معنی دھردے ہُو
پر حق پچھانیوں ناہیں حضرت باہُو پہلے حرف سطر دے ہُو

۱۰۹

س سُن فریاد پیراں دیا پیرا میں آکھ سناواں کینوں ہُو
تیرے جیہا مینوں ہور نہ کوئی میں جیہیاں لکھ تینوں ہُو
پھول نہ کاغذ بدیاں والے در توں دھک نہ مینوں ہُو
میں وچ ایڈ گناہ نہ ہوندے باہُو تو بخشیندوں کینوں ہُو

۱۱۰

س سو ہزار تنہاں توں صدقے جہڑے منہ نہ بولن پھکا ہُو
لکھ ہزار تنہاں توں صدقے جہڑے گل کریندے سکا ہُو
لکھ کروڑ تنہاں توں صدقے جہڑے نفس رکھیندے ھکا ہُو
نیل پدم تنہاں توں صدقے باہُو جہڑے ہوون سون سداون سکا ہُو

۱۱۱

س سینے وچ مقام ہے کیندا سانوں مرشد گل سمجھائی ہُو
ایہو ساہ جو آوے جاوے ہور نہیں شے کائی ہُو

اس نوں اسم الاعظم آکھن ایہو سرِّ الہٰی ھُو

ایہو موت حیاتی باھُو ایہو بھیت الہٰی ھُو

۱۱۲

ش شور شہر تے رحمت دسّے جتھے باھُو جالے ھُو

باغباناں دے بوٹے وانگوں طالب نت سمہالے ھُو

نال نظارے رحمت والے کھڑا حضوروں پالے ھُو

نام فقیر تنہاندا باھو جہڑا گھر وچ یار دکھالے ھُو

۱۱۳

ش شریعت دے دروازے اچّے راہ فقر دا موری ھُو

عالم فاضل لنگھن نہ دیندے جو لنگھدا سو چوری ھُو

پٹ پٹ اٹاں وٹے مارن درد منداں دے کھوری ھُو

راز ماہی دا عاشق جانن باھُو کی جانن لوک اتھوری ھُو

۱۱۴

ص صفت ثنائیں مول نہ پڑھدے جو جا پہتے وچ ذاتی ھُو

علم و عمل انہاں وچ ہووے جہڑے اصلی تے اثباتی ھُو

نال محبت نفس کٹھو نئیں، گھن رضا دی کاتی ہُو
چوداں طبق دلے دے اندر باہُو پا اندر دی جھاتی ہُو

۱۱۵

ص صورت نفس امارہ دی کوئی کتّا گلّر کالا ہُو
کُوکے نُوکے لہو پیوے منگے چرب نوالا ہُو
کھبّے پاسوں اندر بیٹھا دل دے نال سنبھالا ہُو
ایہہ بدبخت ہے وڈا ظالم باہُو کرسی اللہ ٹالا ہُو

۱۱۶

ض ضروری نفس کتّے نوں قیما قیم کچیوے ہُو
نال محبّت ذکر اللہ دا دم دم پیا پڑھیوے ہُو
ذکر کنوں رب حاصل تھیندا ذاتوں ذات وسیوے ہُو
دو ہیں جہاں غلام تنہاندے باہُو جنہاں ذات لبھیوے ہُو

۱۱۷

ط طالب غوث الاعظم والے شالا کدے نہ ہوون ماندے ہُو
جیندے اندر عشق دی رتّی سدا رہن کرلاندے ہُو
جینوں شوق ملن دا ہووے لے خوشیاں نت آندے ہُو
دو ہیں جہان نصیب تنہاندے باہُو جھڑے ذاتی اسم کماندے ہُو

۱۱۸

ط طالب بن کے طالب ہوویں اوسے نوں پیا گانویں ہُو

سچا لڑ ہادی دا پھڑ کے اوہو توں ہو جاویں ہُو

کلمے داتوں ذکر کماویں کلمیں نال نہاویں ہُو

اللہ تینوں پاک کریسی باہو جے ذاتی اسم کمانویں ہُو

۱۱۹

ظ ظاہر ویکھاں جانی تائیں نالے دِسّے اندر سینے ہُو

برہوں ماری میں نت پھراں مینوں مسّ لوک نابینے ہُو

میں دل وچوں ہے سٹوہ پایا لوگ جاون مکّے مدینے ہُو

کہے فقیر میراں دا باہُو سب دلاں دے وچ خزینے ہُو

۱۲۰

ع علموں باجھوں فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہُو

سے ورہیا نزی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہُو

غفلت کنوں نہ کھلیس پردے دل جاہل بت خانہ ہُو

میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں ملیا یار یگانہ ہُو

۱۲۱

ع عقل فکر دی جا نہ کائی جتھے وحدت سِرّ سبحانی ہُو

ناں اوتھے مُلّاں پنڈت جوشی ناں اوتھے علم قرآنی ہُو

جد احمد احد دکھالی دتا تاں کل ہووے فانی ہُو

علم تمام کیتو نے حاصل باہُو کتاباں ٹھپ آسمانی ہُو

۱۲۲

ع عشق موذن دتیاں بانگاں کنیں بلبل پیوسے ہُو

خون جگر دا کڈھ کراہاں وضو صاف کیتوسے ہُو

سُن تکبیر فنا فی اللہ والی مرن محال تھیوسے ہُو

پڑھ تکبیر تھیوسے واصل باہُو تداں شکر کیتوسے ہُو

۱۲۳

ع عاشق پڑھن نماز پرم دی جیں وچ حرف نہ کوئی ہُو

جیہاں کیہاں نیت نہ سکے اوتھے درد منداں دل ڈھوئی ہُو

اکھیں نیر تے خون جگر دا اوتھے وضو پاک کریوئی ہُو

جبھ نہ ہلے تے ہوٹھ نہ پھڑکن باہُو خاص نمازی سوئی ہُو

۱۲۴

ع عاشق ہونویں تے عشق کمانویں دل رکھیں وانگ پہاڑاں ہُو

لکھ لکھ بدیاں نے ہزار الاہمے کر جانیں باغ بہاراں ہُو

منصور جیہے چک سولی دتے جیہڑے واقف کل اسراراں ہُو

سجدیوں سر نہ چائیے باہُو توڑیں کافر کہن ہزاراں ہُو

۱۲۵

ع عاشق راز ماہی دے کولوں کدی نہ ہوون واندے ہُو

نیندر حرام تنہاں تے ہوئی جہڑے اسم ذات کماندے ہُو

ہک پل مول آرام نکر دے دینہہ رات وتن کرلاندے ہُو

جنہاں الف صحی کر پڑھیا باہُو واہ نصیب تنہاندے ہُو

۱۲۶

ع عاشق عشق ماہی دے کولوں نت پھرن ہمیشاں کھیوئے ہُو

جنہاں جیندیاں جان ماہی دتی اوہ دوہیں جہانیں جیوے ہُو

شمع چراغ جنہاں دل روشن اوہ کیوں باطن ڈیوے ہُو

عقل فکر دی پہنچ نہ کائی باہُو اوتھے فانی فہم کچیوے ہُو

۱۲۷

ع عاشق دی دل موم برابر معشوقاں دل کاہلی ہُو
طاماں ویکھے تُرتُر تکے جیوں بازاں دی چالی ہُو
بازلے چاڑاکیونکراڈے پیریں پیوس دوالی ہُو
جیں دل عشق خرید نہ کیتا باہُو دوہاں جہانوں خالی ہُو

۱۲۸

ع عاشقاں ہکو وضو جو کیتا روز قیامت تائیں ہُو
وِچ نماز رکوع سجودے رہندے سنج صبائیں ہُو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں سبھ فقردیاں جائیں ہُو
عرش کولوں سے منزل اگے باہُو پیا کم تنہائیں ہُو

۱۲۹

ع عشق دی بازی ہر جا کھیڈی شاہ گدا سلطاناں ہُو
عالم فاضل عاقل دانا کردا چا حیراناں ہُو
تنبو کھوڑ لتھا وِچ دل دے چا چوڑلیس خلوت خاناں ہُو
عشق امیر فقیر منیندے باہُو کیا جانے لوک بیگاناں ہُو

١٣٠

ع عشق دریا محبت دے وچ تھی مردانہ تریئے ہُو

جتھے ہر غضب دیاں ٹھاٹھاں قدم اتھائیں دھریئے ہُو

اوجھڑ جھنگ بلائیں بیلے دیکھو دیکھ نہ ڈریئے ہُو

نام فقیر تد تھیندا باہُو جد وچ طلب دے مریئے ہُو

١٣١

ع عشق اسانوں لسیاں جاتا لتھا مل مہاڑی ہُو

ناں سو دے ناں سون دیوے جیویں بال رہاڑی ہُو

پوہ ماگھ منگے خربوزے میں کتھوں لیساں واڑی ہُو

عقل فکر دیاں بھل گیاں گلاں باہُو جد عشق وجائی تاڑی ہُو

١٣٢

ع عشق جنہاں دے ہڈیں رچیا اوہ رہندے چپ چپاتے ہُو

لوں لوں دے وچ لکھ زباناں اوہ پھردے گنگے باتے ہُو

اوہ کردے وضو اسم اعظم والے دریا وحدت وچ ناتے ہُو

تدوں قبول نمازاں باہُو جد یاراں یار پچھاتے ہُو

۱۳۳

ع عاشق سوئی حقیقی جہڑا قتل معشوق دے منّے ہُو
عشق نہ چھوڑے مکھ نہ موڑے توڑے سَے تلواروں کھنّے ہُو
جتول دیکھے راز ماہی دے لگے اوسے بنّے ہُو
سچا عشق حسینؑ علی دا باہُو سر دیوے راز نہ بھنّے ہُو

۱۳۴

ع عشق سمندر چڑھ گیا فلک تے کتوں جہاز کچیوے ہُو
عقل فکر دی ڈونڈی نوں چا پہلے پور بوڑیوے ہُو
کڑکن کپڑ پوون لہراں جد وحدت وچ وڑیوے ہُو
جس مرنے تھیں خلقت ڈردی باہُو عاشق مرے تاں جیوے ہُو

۱۳۵

ع عشق دی بھاہ ہڈاں دا بالن عاشق بیہہ سیکندے ہُو
گھت کے جان جگر وچ آرا ویکھ کباب تلیندے ہُو
سرگرداں پھرن ہر ویلے خون جگر دا پیندے ہُو
ہوئے ہزاراں عاشق باہُو پر عشق نصیب کہیندے ہُو

۱۳۶

ع عشق ماہی دے لایاں اگیں انہاں لگیاں کون بجھاوے ہُو

میں کی جاناں ذات عشق دی کیہیے جہڑا در در جا جھکاوے ہُو

ناں خود سووے ناں سوون ڈیوے سُتھوں سُتیاں آن جگاوے ہُو

میں قربان تنہاں نڈے باہُو جہڑا وچھڑے یار ملاوے ہُو

۱۳۷

ع عشق دیاں اور لڑیاں گلاں جہڑا شرع تھیں دور ہٹاوے ہُو

قاضی چھوڑ قضائیں جاون جد عشق طمانچہ لاوے ہُو

لوک ایانے متیں دیون عاشقاں مت ناں بھاوے ہُو

مرن محال تنہاں نوں باہُو جنہاں صاحب آپ بلاوے ہُو

۱۳۸

ع عاشق شو ہدے دل کھڑایا آپ بھی نالے کھڑیا ہُو

کھڑیا کھڑیا ولیا ناہیں سنگ محبوباں دے رلیا ہُو

عقل فکر دیاں سب بھل گیا جد عشقے نال جا ملیا ہُو

میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں عشق جوانی چڑھیا ہُو

۱۳۹

ع عشق اسانوں لسیاں جاتا کر کے آوے دھائی ہُو
جتول ویکھاں میتوں عشق وسیوے خالی جگہ نہ کائی ہُو
مرشد کامل ایسا ملیا جس دل دی تاکی لاہی ہُو
میں قربان اس مُرشد باہُو جس دسیا بھیت الہٰی ہُو

۱۴۰

ع عشق اسانوں لسیاں جاتا بیٹھا مار پتھلّا ہُو
وِچ جگر دے سنھ چالائیس کیتیس کم اولّا ہُو
جاں اندر وڑ جھاتی پائی ڈٹھا یار اکلّا ہُو
باجھوں ملیاں مرشد کامل باہُو ہوندی نہیں تسلّا ہُو

۱۴۱

ع عاشق نیک صلاحیں لگدے تاں کیوں اجڑدے گھر نوں ہُو
بال مواتا برہوں والا نہ لاندے جاں جگر نوں ہُو
جاں جہان سب بھل گیونیں پئی لوٹی ہوش صبر نوں ہُو
میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں خون بخشیا دلبر نوں ہُو

۱۴۲

غ غوث قطب ہن اورے اوریرے عاشق جان اگیرے ہُو

جھڑی منزل عاشق پہنچن اوتھ غوث نہ پاون پھیرے ہُو

عاشق وِچ وصال دے رہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہُو

میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہُو

۱۴۳

ف فجری ویلے وقت سویلے تے آن کرن مزدوری ہُو

کانواں ہلاں ہکسی گلاں ترتجھی رلی چنڈوری ہُو

مارن چیخاں تے کرن مشقت پٹے پٹے سٹن انگوری ہُو

ساری عمر پینڈیاں گزری باہو کدی نہ پئی آپوری ہُو

ف فکر کنوں کر ذکر ہمیشہ ایہہ لفظ تکھا تلواروں ہُو

ذاکر سوئی جھڑے فکر کماون اک پلک نہ فارغ یاروں ہُو

عشق دا پٹیا کوئی نہ چھٹیا پٹ سٹیا مڈھ پہاڑوں ہُو

حق دا کلمہ عاشق پڑھدے حضرت باہو رہا کھلیں فقر دی ماروں ہُو

۱۴۴

ق قلب ہلیا تاں کیا کجھ ہویا کیا ہویا ذکر زبانی ہُو

قلبی، روحی، خفی، سرّی سبھے راہ حیرانی ہُو

شہ رگ توں نزدیک حلبیندا یار نہ ملیوس جائی ہُو

نام فقیر تنہاندا باہُو جہڑے وسدے لامکانی ہُو

۱۴۵

ک کل قبیل کوئیسر کہندے کارن در بحر دے ہُو

شش زمین تے شش فلک تے شش پانی تے تردے ہُو

پچھیاں حرفاں وچ سخن اٹھاراں دو دو معنی دھردے ہُو

مرشد ہادی صحی کر سمجھایا ہُو اس پہلے حرف سطر دے ہُو

۱۴۶

ک کلمے دی کل تد پیوسے جداں کل کلمے وچ کھولی ہُو

عاشق کلماں اوتھے پڑھدے جتھے نور نبیؐ دی ہڑلی ہُو

چوداں طبق کلمیں دے اندر کیا جانے خلقت بھولی ہُو

اسانوں کلماں پیر پڑھایا باہُو جند جیاں اوستے توں گھولی ہُو

۱۴۷

ک کلمیں دی کل تداں پیوسے جداں کلمیں دل نوں پھڑیا ہُو

بے درداں نوں خبر نہ کوئی درد منداں گل مڑھیا ہُو

کفر اسلام دی کل تداں پیو سے جداں بھن جگر وچ وڑیا ہُو

میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں کلماں صحی کر پڑھیا ہُو

۱۴۸

ک کلمیں دی کل تداں پیو سے جداں مرشد کلماں دسیا ہُو

ساری عمر وچ کفر دے جالی بن مرشد دے وسیا ہُو

شاہ علی شیر بہادر وانگن وڈھ کلمیں کفر نوں سٹیا ہُو

دل صافی تاں ہووے باہُو جاں کلماں لوں لوں رسیا ہُو

۱۴۹

ک کلمے لکھ کروڑاں تارے ولی کیتے سے راہیں ہُو

کلمے نال بجھائے دوزخ جتھے اگ بلے ازگاہیں ہُو

کلمے نال بہشتیں جاناں جتھے نعمت سبخ صباہیں ہو

کلمے جیہی کوئی ناں نعمت باہُو اندر دوہیں سراہیں ہُو

۱۵۰

ک کلمے نال میں ناتی دھوتی کلمے نال ویاہی ہُو

کلمے میرا پڑھیا جنازہ کلمے گور سہائی ہُو

کلمے نال بہشتیں جاناں کلمہ کرے صفائی ہُو

مڑن محال تنہاں نوں باہُو جنہاں صاحب آپ بلائی ہُو

۱۵۱

ک کن فیکون جدوں فرمایا اساں بھی کولوں ہاسے ہُو

ہکے ذات صفات رب دی آہی ہکے جگ ڈھنڈیاسے ہُو

ہکے لامکان مکان اساڈا ہکے آن بتاں وچ پھاسے ہُو

نفس پلیت پلیتی کیتی باہُو کوئی اصل پلیت تاں ناسے ہُو

۱۵۲

ک کیا ہویا بُت اوڈھر ہویا دل ہرگز دور نہ تھیوے ہُو

ہے کوہاں میرا مرشد وسدا مینوں وچ حضور دسیوے ہُو

جنیدے اندر عشق دی رتی اوہ بن شرابوں کھیوے ہُو

نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

۱۵۳

ک کوک دلا متاں رب سنے چا در دمنداں دیاں آہیں ہُو
سینہ میرا دردیں بھریا بھڑکن بھا ہیں ہُو
تیلاں باجھ نہ بلن مشالاں درداں باجھ نہ آہیں ہُو
آتش نال یاراناں لاکے باہُو پھر اوہ سڑن کہ ناہیں ہُو

۱۵۴

ک کامل مرشد ایسا ہووے جہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہُو
نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صبون نہ گھتے ہُو
میلیاں نوں کر دیندا چٹا وچ ذرّہ میل نہ رکھتے ہُو
ایسا مرشد ہووے باہُو جہڑا لُوں لُوں دے وچ وسّے ہُو

۱۵۵

ک کر عبادت پچھوتاسیں تینڈی عمراں چار دہاڑے ہُو
تھی سوداگر کرلے سودا جاں جاں ہٹّے تاں تاڑے ہُو
مت جانی دل ذوق مِتّے موت مریندی دھاڑے ہو
چوراں ساد ھاں رل پور بھریا باہُو ربّ سلامت چاڑے ہُو

۱۵۶

گ گند ظلمات اندھیر غباراں راہ نیں خوف خطر دے ہُو

مکھ آب حیات منور چشمے اوتے سلے زلف عنبر دے ہُو

مکھ محبوب دا خانہ کعبہ جتھے عاشق سجدہ کردے ہُو

دو زلفاں وچ نین مصلے جتھے چاروں مذہب مل دے ہُو

مثل سکندر ڈھونڈن عاشق اک پلک آرام نہ کردے ہُو

خضر نصیب جنہاندے باہُو اوہ گھٹ اوتھے جا بھردے ہُو

گ گیا ایمان عشقے دلوں یاروں ہو کر کافر رہیئے ہُو

گھت زنار کفر دا گل وچ بت خانے وچ بہیئے ہو

جس خانے وچ جانی نظر نہ آوے اوتھے سجدہ مول نہ ڈہیئے ہُو

جاں جاں جانی نظر نہ آوے باہُو توڑے کلماں مول نہ کہیئے ہُو

۱۵۸

گ گجے ساڈے رب صاحب والے کجھ نہیں خبر اصل دی ہُو

گندم دانہ بہتا چگیا ہن گل پئی ڈور ازل دی ہُو

پھاہی دے وچ میں پئی تڑپاں بلبل باغ مثل دی ہو

غیر دے بتیں سڑ کے باہُو رکھیئے امید فضل دی ہُو

۱۵۹

گ گودڑیاں وِچ حال جنہاندی اوہ راتیں جاگن ادھیاں ہُو

سِک ماہی دی ٹکن نہ دیندی لوک اٹھے دیندے دیاں ہُو

اندر میرا حق پتایا اساں کھلیاں راتیں کڈھیاں ہُو

تن بھتیں ماس جدا ہویا باہُو سوکھ جھلارے ہڈیاں ہُو

۱۶۰

ل لا یحتاج جنہاں نوں ہویا فقر تنہاں نوں سارا ہُو

نظر جنہاں دی کیمیا ہووے اوہ کیوں مارن پارا ہُو

دوست جنہاں دا حاضر ہووے دشمن لین نہ وارا ہُو

میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں ملیا نبی سوہارا ہُو

۱۶۱

ل لکھن سکھیوئی تے لکھ ناں جاتا کیوں کاغذ کیتو زایا ہُو

قط قلم نوں مارناں جانیں تے کاتب نام دھرایا ہُو

سبھ صلاح تیری ہوسی کھوٹی جاں کاتب دے ہتھ آیا ہُو

صحیح صلاح تنہاں دی باہُو جنہاں الف تے میم پکایا ہُو

۱۶۲

ل کر، ہُوَ غیری دھندے ہک پل مول نہ رہندے ہو
عشق تے پٹے رکھ جرطھاں پھتیں، ہک دم ہول نسہندے ہُو
جیر ھے پتھر وانگ پہاڑاں آہے اوہ لون وانگوں گل وہندے ہُو
عشق سوکھا للجے ہوندا باہُو سبھ عاشق ہی بن بہندے ہو

۱۶۳

ل لوک قبر دا کرسن چار الحد بناؤن ڈیرا ہُو
چٹکی بھر مٹی دی پاس کرسن ڈھیر اچیرا ہُو
دے درد گھراں نوں وجنج کو کن سیرا سیرا ہُو
بے پرواہ درگاہ رب باہُو نہیں فضلاں باجھ نبیڑا ہُو

۱۶۴

ل لوہا ہوویں پیا کیٹویں تاں تلوار سدیویں ہُو
کنگھی وانگوں پیا چریویں تاں زلف محبوب بھریویں ہُو
مہندی وانگوں پیا گھوٹیویں تاں تلی محبوب رنگیویں ہُو
وانگ کپاہ پیا پنجیویں تاں دستار سدیویں ہُو
عاشق صادق ہوویں باہُو تاں رس پریم دی پیویں ہُو

۱۶۵

م مُوتو والی موت نہ ملی جیں وچ عشق حیاتی ہُو

موت وصال تھیسی ہک جدوں اسم پڑھیسی ذاتی ہُو

عین دے وچوں عین جو تھیوے دور ہووے قربانی ہُو

ہُو دا ذکر ہمیش سڑیندا باہُو دیہاں سکھ نہ راتی ہُو

۱۶۶

م مرشد وانگ سنارے ہووے جہڑا گھت کٹھالی گالے ہُو

پا کٹھالی باہر کڈھے بندے کھڑے یا والے ہُو

کنیں خوباں دے تدوں سہاون جدوں گھڑے پا اُجالے ہُو

نام فقیر تنہاندا باہُو جہڑا دم دم دوست سمہالے ہُو

۱۶۷

م مرشد مینوں حج مکے دا رحمت دا دروازہ ہُو

کراں طواف دوالے قبلے نت ہووے حج تازہ ہُو

کن فیکون جدو کا سینا ڈٹھا مرشد دا دروازہ ہُو

مرشد سدا حیاتی والا باہُو او ہو خضر تے خواجہ ہُو

۱۶۸

م مرشد کامل اوہ سہیڑیئے جہڑا دو جگ خوشی دکھاوے ہُو

پہلے غم ٹکڑے دا بیٹھے وت ربّ داراہ سمجھاوے ہُو

اس کلروالی کندھی نوں چا چا نذی خاص بناوے ہُو

جس مرشد ایتھے کجھ نہ کیتا باہُو اوہ کوڑے لارے لاوے ہُو

۱۶۹

م مرشد میرا شہباز الٰہی وچ رلیا سنگ جیباں ہُو

تقدیر الٰہی چھکیاں ڈور اں کداں ملسی نال نصیباں ہُو

کوہڑیاں دے دکھ دور کریندا کرے شفا مریضاں ہُو

ہر یک مرض دا دارو توہیں باہُو کیوں گھتائیں وس طبیباں ہُو

۱۷۰

م مُرشد مکہ تے طالب حاجی کعبہ عشق بنایا ہُو

وچ حضور سدا ہر ویلے کریئے حج سوایا ہُو

ہر دم میتھوں جدا ناں ہووے دل ملنے تے آیا ہُو

مرشد عین حیاتی باہُو میرے لوں لوں وچ سمایا ہُو

م مرشد وسّے سے کوہاں تے میںوں دِسّے نیڑے ہُو

کی ہویا بُت اوہلے ہویا پراوہ وَسّے وچ میرے ہُو

جنہاں الف دی ذات صحی کیتی اوہ رکھدے قدم اگیرے ہُو

نحن اقرب لبھیوسے باھُو جھگڑے کل نبیڑے ھُو

۱۷۲

م مرشد ہادی سبق پڑھایا بن پڑھیوں پیا پڑھیوے ھُو

انگلیاں وِچ کناں دے دیتاں بن سنیوں پیا سنیوے ھُو

نین نیناں ولوں تر تر تکدے بن ڈٹھیوں پیا ڈسیوے ھُو

باھُو ہر خاتے وِچ جانی وسدا کن سر اوہ رکھیوے ھُو

۱۷۳

م مرشد باجھوں فقر کماوے وِچ کفر دے بڑھے ھُو

شیخ مشائخ ہو بہندے حجرے غوث قطب بن اڈے ھُو

تسبیحاں نپ بہن مسیتی جویں موش بہنڈا اوڑکھڈے ھُو

دات اندھاری مشکل پینڈا باھُو سَے سَے آون ٹھڈے ھُو

۱۷۴

م مال نے خان سب خرچ کراہاں کریئے خرید فقیری ھُو

فقر کنوں رب حاصل ہووے کیوں کیجیے دلگیری ھُو

دنیاں کارن دین و نجیاں کوڑی شیخی پیری ھُو

ترک دنیاں ھتیں قادری کیتی باھُو شاہ میراں دی میری ھُو

۱۷۵

م میں کوجھی میرا دلبر سوہنا میں کیونکر اس نوں بھانواں ہُو

ویہڑے ساڈے وڑ دا ناہیں پئی لکھ وسیلے پانواں ہُو

ناں میں سوہنی ناں دولت پلّے کیوں کر یار منانواں ہُو

ایہہ دکھ ہمیشاں رہسی باہُو روندڑی ہی مرجانواں ہُو

۱۷۶

م مذہباں دے دروازے اچے راہ ربانا موری ہُو

پنڈتاں تے ملوانیاں کولوں چھپ چھپ لنگھیئے چوری ہُو

اڈیاں مارن کرن بکھیڑے دردمنداں دے گھوری ہُو

باہُو چل اتھائیں وسیئے جتھے دعویٰ ناں کسی ہوری ہُو

۱۷۷

م میں شہباز کروں پروازاں وچ دریا کرم دے ہُو

زبان تاں میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ہُو

افلاطون ارسطو جیہیں میرے اگے کس کم دے ہُو

حاتم جیہیں لکھ کروڑاں در باہُو دے منگدے ہُو

۱۷۸

ن نال کوسنگی سنگ نہ کریئے کل نوں لاج نہ لائیے ہُو

تمے تربوز مول نہ ہوندے توڑے توڑ مکے لے جائیے ہُو
کانواں دے بچے ہنس نہ تھیندے توڑے موتی چوگ چگائیے ہُو
کوڑے کھوہ نہ مٹھے ہوندے باہُو توڑے سے منّاں کھنڈ پائیے ہُو

۱۷۹

ن نہیں فقیری جھلیاں مارن سُتیاں لوک جگاون ہُو
نہیں فقیری وہندیاں ندیاں سُکیاں پار لگھاون ہُو
نہیں فقیری وچ ہوا دے مصلّے پا ٹھہراون ہُو
فقیری نام تنہاندا باہُو جہڑے دل وچ دوست ٹکاون ہُو

۱۸۰

ن ناں رب عرش معلّیٰ اُتے ناں رب خانے کعبے ہُو
ناں رب علم کتابیں لبھّا ناں رب وچ محرابے ہُو
گنگا تیرتھیں مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ہُو
جد دا مرشد پھڑیا باہُو چھُٹے سب عذابے ہُو

ن نت اساڈے کھلّے کھاندی ایہا دنیا زشتی ہُو
جنیدے کارن بہہ بہہ روون شیخ مشائخ چشتی ہُو
جس جس اندر حب دنیا دی ڈُبدی انہاندی کشتی ہُو

دُنیا ترک کرن ہے حضرت باہُو خاصہ راہ بہشتی ہُو

۱۸۱

ن ناں میں عالم ناں میں فاضل ناں مفتی ناں قاضی ہُو

ناں دل میرا دوزخ منگے ناں شوق بہشتیں راضی ہُو

ناں میں ترییہے روزے رکھے ناں میں پاک نمازی ہُو

باجھ وصال اللہ دے باہُو دنیاں کوڑی بازی ہُو

۱۸۲

ن ناں میں سُنی ناں میں شیعا میرا دوہاں توں دل سڑیا ہو

مُک گئے سبھ خشکی پینڈے جدوں دریا رحمت وچ وڑیا ہو

کئی من تارے تر تر ہارے کوئی کنارے چڑھیا ہُو

صحیح سلامت چڑھ پار گئے باہُو جنہاں مرشد دا لڑ پھڑیا ہو

۱۸۳

ن ناں اوہ ہندو ناں اوہ مومن ناں سجدہ دین مسیتی ہُو

دم دم دے وچ ویکھن مولا جنہاں قضا نہ کیتی ہُو

آہے دانے تے بنے دیوانے جنہاں ذات صحی ونج کیتی ہُو

میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں عشق بازی چن لیتی ہُو

۱۸۴

ن   ناں میں جوگی ناں میں جنگم ناں میں چلّا کمایا ہُو

ناں میں بھج مسیتیں وڑیا ناں تسبا کھڑکایا ہُو

جو دم غافل سو دم کافر مرشد ایہہ فرمایا ہُو

۱۸۵

ن   نفل نمازاں کم زناں ناں روزے صرفہ روٹی ہُو

مکے دے دل سوئی جاندے گھروں جنہاں تروٹی ہو

اچیاں بانگاں سوئی دیون نیت جنہاں دی کھوٹی ہُو

کی پرواہ تنہاں نوں باہُو گھر وچ لدھی بوہٹی ہُو

۱۸۶

ن   ناں کوئی طالب ناں کوئی مرشد سب دلاسے مٹھے ہُو

راہ فقر دا پرے پریرے سب حرص دنیا دے کٹھے ہُو

شوق الٰہی غالب ہویاں جند مرتے تے اوٹھے ہُو

باہُو جیں تن بھڑکے بھابر ہوندی اون مرن ترہائے بھکھے ہُو

١٨٧

ن ناں میں سیر ناں پا چھٹا کی ناں پوری سرساہی ھُو

ناں میں تولہ ناں میں ماشہ ہن گل رتیاں تے آئی ھُو

رتی ہو نواں وچ رتیاں تلاں اوہ بھی پوری ناہی ھُو

وزن تول پورا وچ ہوسی باھُو جداں ہوسی فضل الہٰی ھُو

١٨٨

ن نیڑے وسن دور دسیون ویڑھے ناہیں وڑدے ھُو

اندروں ڈھونڈن دا ول نہ آیا مورکھ باہروں ڈھونڈوں چڑھدے ھُو

دور گیاں کجھ حاصل ناہیں شوہ لبھسے وچ گھر دے ھُو

دل کر صیقل شیشے وانگوں باھُو دور تھیسوں کل پردے ھُو

١٨٩

و وحدت دے دریا اُچھلے تھل جل جنگل رنیے ھُو

عشق دی ذات مینڈے ناہیں سانگاں جھل تپینے ھُو

رنگ بھبھوت ملیندے ڈٹھے سے جوان لکھینے ھُو

میں قربان تنہاں توں باھُو جہڑے ہوندیاں ہمت ہینے ھُو

۱۹۰

و وحدت دے دریا اچھلے ہک دل صحی نہ کیتی ہُو
ہک بت خانے واصل تھیندے ہک پڑھ پڑھ رہے مسیتی ہُو
فاضل چھڈ فضیلت بیٹھے عشق بازی جاں لیتی ہُو
ہر گز رب نہ ملدا باہُو جنہاں ترٹی جوڑ نہ کیتی ہُو

۱۹۱

و وحدت دا دریا الہٰی جتھے عاشق لیندے تاری ہُو
مارن ٹبیاں ہو کڈھن موتی آپو آپی واری ہُو
دُرِّ یتیم وچ کیتے تسکارے جیوں چن لاٹاں ماری ہُو
سو کیوں نہیں حاصل بھر دے باہُو جیہڑے نوکر نیں سرکاری ہُو

۱۹۲

و وجن سر تے فرض ہے مینوں قول قالوا بلیٰ دا کر کے ہُو
لوک جانے متفکر ہوئیاں وچ وحدت دے ڈر کے ہُو
شوہ دیاں ماراں شوہ وچ لبھیاں عشق تلہ سر دھر کے ہُو
جیوندیاں شوہ کسے نہ پایا باہُو جیں لدھا تیں مر کے ہُو

۱۹۹

ہ ہور دوا نہ دل دی کاری کلماں دل دی کاری ہُو
کلماں دور زنگار کریندا کلمیں میل اتاری ہُو
کلماں ہیرے، لعل، جواہر، کلماں ہٹ لپساری ہُو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں باہو کلماں دولت ساری ہُو

۲۰۰

ہ ہکی ہکی پیڑ کونوں کُل عالم کوکے عاشقاں لکھ لکھ پیڑ سہیڑی ہُو
جتھے ڈھہن ڈہن دا خطرہ ہووے کون چڑھے اس بیڑی ہُو
عاشق چڑھدے نال صلاحاں دے اونہاں تار کپر وچ بیڑی ہُو
جتھے عشق پیا تلدا ناں رتیں دے باہو اُتھے عاشقاں لذتاں نکھڑی ہُو

۲۰۱

ی یار یگانہ ملسی تینوں جے سر دی بازی لائیں ہُو
عشق اللہ وچ ہو مستانہ ہُو ہُو سدا الائیں ہُو
نال تصوّر اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ہُو
ذاتے نال جاں ذاتی رلیا تد باہو نام سدائیں ہُو